REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS
FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P. 67.

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ
بدر
قادیان

جلد ـــــ ۲۱
ایڈیٹر:۔
محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر:۔
خورشید احمد انور

شمارہ ـــــ ۱۲
شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالک غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN.

۷ر صفر ۱۳۹۲ ہجری ۲۳ر امان ۱۳۵۱ ہش ۲۳ر مارچ ۱۹۷۲ء

اخبار احمدیہ

لنڈن ۱۷ر امان (مارچ)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارے میں ۱۲ر امان کی رپورٹ مظہر ہے کہ:۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

۱۳ر مارچ۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ

★ــ حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی ایک آنکھ میں کالا موتیا کی شکایت ہے معائنہ و علاج کیا جا رہا ہے احباب کامل و عاجل شفایابی کے لئے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے آمین۔

قادیان ۲۱ر امان۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں الحمد للہ۔

★ــ حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی قادیان مع جملہ درویشان کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

☆ــ پنجاب میں ان دنوں مڈل کے سالانہ امتحانات ہو رہے ہیں (باقی صفحہ ۱۲ پر)

آل انڈیا ڈیوائن لائف کانفرنس منعقدہ کٹک (اڑیسہ) میں

مرکزی مبلغ کی خصوصی شمولیت اور پُر اثر تقاریر

رپورٹ مرسلہ مکرم سید عبد السلام صاحب نائب صدر جماعت احمدیہ بھوبنیشور (اڑیسہ)

خاکسار انگریزی اور اڑیہ اخبار میں بار بار یہ اعلان پڑھتا رہا کہ آل انڈیا ڈیوائن لائف کانفرنس ALL INDIA DIVINE LIFE CONFERENCE کٹک شہر میں ہونے والی ہے۔ میرے دل میں یہ تحریک ہوئی کہ اس میں ہمارے مبلغین شرکت فرما کر صحیح اسلامی تعلیم سے لوگوں کو واقف کریں۔ اسی لئے خاکسار نے اس کانفرنس کے جنرل سیکرٹری شری چنتا منی پتی کو ایک خط مورخہ ۷۱-۱۱-۱۶ کو لکھا کہ کیا وہ ہماری جماعت کے نمائندہ کو اس جلسہ میں تقریر کرنے کے لئے موقع دے سکتے ہیں اس پر اُن کی طرف سے ۱۹/۱۱/۷۱ کو جواب آیا کہ آپ کٹک آئیں اور مل کر بات چیت طے کریں۔ خاکسار کٹک گیا اور وہاں کے صدر صاحب محترم مولوی عبد القدیر صاحب سے ملا اور ان کو تمام تفصیل سے آگاہ کیا۔ اور ہم دونوں بارہ باٹی اسٹیڈیم Barabati Stadium (جو براعظم ایشیا میں سب سے بڑا اسٹیڈیم ہے) اور جہاں ڈیوائن لائف کانفرنس نے اپنا آفس کھولا ہوا تھا۔ ہم نے شری چنتامنی پتی سے ملاقات کی۔ وہ اور دوسرے ممبران خندہ پیشانی سے پیش آئے۔ خاکسار نے جماعت احمدیہ کی تعلیم مختصر طور پر پیش کی اور خواہش ظاہر کی کہ وہ ہمارے حضرت ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ اور مولانا بشیر احمد صاحب فاضل جو عربی اور سنسکرت کے عالم ہیں کو بلائیں۔ وہ راضی ہو گئے اور انہوں نے مرکز سے خط و کتابت شروع کر دی۔ لیکن جب پاکستان نے ہمارے ملک پر حملہ کر دیا تو یہ کانفرنس بھی ہمارے جلسہ سالانہ کی طرح ملتوی کر دی گئی۔ جنگ بند ہونے کے بعد ڈیوائن لائف کانفرنس والوں نے پھر کوشش شروع کر دی۔ اور محترم مولوی عبد القدیر صاحب صدر جماعت احمدیہ کٹک نے بھی اُن سے رابطہ قائم رکھا۔ ہمارا جلسہ سالانہ بھی انہیں تاریخوں میں ہونا تھا اس لئے بڑی پریشانی رہی خیر ڈیوائن لائف والوں نے یہ بات منظور کر لی کہ مولانا بشیر احمد صاحب کا پروگرام ۷۲-۲-۱۹ کو رکھ لیا جائے اور انہیں بذریعہ ہوائی جہاز کو دہلی بھیج دیا جائے۔ یہ اعزاز اُن کے بہت بڑے لیڈروں کے لئے تھا جو خدا نے اپنے فضل سے مسیح کے حواری کے لئے بھی تجویز کر دیا۔ ہم لوگ منتظر تھے کہ اس سلسلہ میں محترم ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے کیا حکم آتا ہے۔ سو ہم شکر گذار ہیں کہ محترم مولانا بشیر احمد صاحب کو انہوں نے بذریعہ تار اس امر کی اجازت دیدی کہ وہ کانفرنس میں شرکت فرمادیں۔ چنانچہ ہم لوگوں کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ کیونکہ ہندو بھائیوں کے اس قسم کے عظیم الشان جلسہ میں یہ پہلا موقعہ حاصل ہوا تا ہمیں صحیح اسلامی تعلیم کو پیش کیا جائے۔

چونکہ سرکٹ ہاؤس فل ہو چکا تھا اس لئے مکرم مولوی صاحب کو سرکاری گیسٹ ہاؤس (Govt. guest house) میں جو بھونیشور میں واقع ہے اور کٹک سے بیس میل کی دوری پر واقع ہے جہاں خصوصی کے طور پر رکھا گیا۔ جہاں سابق جنرل کری آپا اور دیگر بڑے بڑے لیڈروں کا قیام ڈیوائن کانفرنس کی طرف سے ہوا تھا۔ وہیں پر آپ کے طعام و قیام کا انتظام رہا۔ اور ایک سرکاری کار بھی آپ کی خدمت میں لگا دی گئی۔ اس موقعہ پر اس امر کا ذکر کرنا بھی مناسب ہے کہ کانفرنس کے سلسلہ میں منتظمین نے مکرم مولوی سید عبد القدیر صاحب صدر جماعت احمدیہ کٹک کو بھی ایک شعبہ کے انتظام کے لئے انچارج کی ڈیوٹی سپرد کی جسے موصوف نے اپنے تجربہ اور قابلیت سے بحسن و خوبی انجام دیا فجزاھم اللہ خیرًا۔

مولانا صاحب کلکتہ سے ۷۲-۲-۱۸ کی صبح کو کٹک اسٹیشن پر پہنچے۔ ڈیوائن لائف کانفرنس کے تین والنٹیئر (Volunteers) اور جماعت کے ممبران مولوی سید عبد القدیر صاحب صدر جماعت احمدیہ کی قیادت میں پہنچ گئے۔ ہم لوگوں نے مولانا صاحب کی قیادت میں صبح کی نماز اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر ادا کی۔ اس کے بعد سرکاری کار آگئی اور ہم لوگ یعنی خاکسار اور صدر جماعت احمدیہ کٹک مع والنٹیئر بھونیشور گیسٹ ہاؤس کی طرف چل پڑے۔ مولانا صاحب نے وہاں آرام فرمایا۔ اور تقریر کے لئے نوٹ لیتے رہے۔

دوسرے دن صبح نو بجے بذریعہ کار مولانا صاحب کانفرنس پہنچ گئے۔ اور ڈیوائن کانفرنس کا آغاز ہوا۔ دن کے گیارہ بجے پہلا اجلاس ختم ہوا۔ مولانا صاحب واپس بھونیشور چلے آئے پھر دن کا کھانا کھا کر کٹک پہنچ گئے۔ ان کی خدمت کے لئے برابر والنٹیئر لگے رہے اور گیسٹ ہاؤس کے مینیجر صاحب جو اتفاق سے مسلمان ہیں۔ انہوں نے مولانا صاحب کا خاص خیال رکھا۔ جس کے لئے ہم شکر گذار ہیں۔ مولانا صاحب کی تقریر شام پانچ بج کر دس منٹ پر تھی۔ ہم لوگوں کو خیال آیا کہ وقت موزوں نہیں ہے کیونکہ تمام اسکولوں، کالجوں اور دفتروں کی چھٹی پانچ بجے ہوتی ہے اس لئے خیال ہوا کہ لوگ کثیر تعداد میں نہیں آئیں گے۔ لیکن دوسرے اجلاس کے منعقد ہونے میں ایک یا ڈیڑھ گھنٹہ کی دیر ہو گئی اور سامعین سے جلسہ کا پنڈال بھر گیا۔ ایک طرف مستورات کے لئے بھی انتظام تھا۔ پہلی تقریر کے بعد تقریبًا ۶½ بجے مکرم مولوی بشیر احمد صاحب کی تقریر شروع ہوئی۔ اس وقت پنڈال میں ہائی کورٹ کے جج، بیرسٹر، وکلاء، پروفیسرز، لیکچرار، بڑے بڑے افسران اور بے شمار تعلیم یافتہ افراد موجود تھے جو محترم موصوف کے عالمانہ لیکچر سے بہت زیادہ متاثر ہوئے۔

مولانا صاحب نے تشہد و تعوذ سے تقریر کا آغاز کیا اور چند سنسکرت کے شلوک بھی پڑھے۔ پھر فرمایا کہ وہ جماعت احمدیہ سے تعلق رکھتے ہیں اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بانی سلسلہ احمدیہ اسلام کی تعلیم کی رُو سے ہندو اور ہم اتحاد کے بارے میں خالص اسلامی تعلیم پیش کریں گے۔ موصوف نے اس قدر جوش کے ساتھ سنسکرت میں وید اور گیتا کے شلوک ... قرآن مجید کی آیات کو پیش کیا کہ ایک ... (باقی دیکھئے صفحہ ۹ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۳ر امان ۱۳۵۱ہش

تفسیرِ صغیر ـــــ ایک انمول تحفہ

تفسیرِ صغیر کا جدید ایڈیشن چھپ کر منصۂ شہود میں آچکا ہے۔ جن دوستوں کو امسال جلسہ سالانہ پر قادیان آنے کی سعادت حاصل ہوئی، انہیں جلسہ کی برکات کے ساتھ ساتھ یہ انمول تحفہ بھی میسّر آگیا۔ آفسیٹ پر چھپا ہوا یہ دیدہ زیب ایڈیشن نظارت دعوۃ وتبلیغ کی توجہ اور متعلقہ کارکنان کی پُرخلوص محنت کا ثمرہ سب کے سامنے ہے۔ تفسیرِ صغیر کے سابقہ جملہ ایڈیشن ربوہ میں شائع ہوئے۔ باوجود شدید خواہش کے بدلے ہوئے ملکی حالات کے سبب احبابِ جماعت کا بیشتر حصّہ اس کے حصول سے محروم رہا۔ نظارت دعوت وتبلیغ نے حضرت اقدس ایدہُ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز سے اجازت کے بعد جالندھر میں طباعت اور قادیان سے اشاعت کا اہتمام کیا۔ گزشتہ سال ماہِ اکتوبر میں اس بابرکت کام کا آغاز ہوا۔ پانچ ماہ کے قلیل عرصہ میں حسبِ پسند یہ نادر تحفہ احباب کے ہاتھوں میں پہنچ جانے کے قابل بنا دیا گیا۔

جہاں تک مرکز اور مرکزی دفتر کا تعلق تھا وہ تو تفسیرِ صغیر کے اِس ایڈیشن کی اشاعت کے ساتھ اپنے فرضِ منصبی سے سبکدوش ہوگئے۔ اب احبابِ جماعت کی ذمہ داری ہے کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر اس سے کماحقہٗ فائدہ اٹھائیں۔ قرآنِ کریم کا آسان اُردو میں ترجمہ معہ کے ساتھ ایسی مختصر تفسیر کہ ہر استعداد کا آدمی اس سے برابر استفادہ کرسکتا ہے۔ کلام اللہ کو سمجھ کر پڑھنے اور اس کے علوم ومعارف سے آگاہ ہونے کا اس سے آسان تر اور کوئی ذریعہ نہیں۔ دُنیا کو صحیح علومِ رُوحانی کی جس قدر ضرورت آج ہے اس سے کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر احمدی گھرانے میں قرآنِ کریم کے پڑھنے پڑھانے، اس کے معانی ومطالب سیکھنے کا شوق بڑھے۔ اور انوارِ قرآنی سے تمام احمدی گھرانے منور ہوجائیں۔ اور پھر ان پاک نوروں سے دوسرے گھروں کو بھی روشن کرنے کی کوشش کی جائے۔ نہ صرف یہ کہ تفسیرِ صغیر کا ایک ایک نسخہ ہر احمدی گھرانے میں موجود ہونا چاہیئے بلکہ تفسیرِ صغیر کے عظیم القدر افادی پہلو پر نگاہ کرتے ہوئے ضروری ہے کہ گھر کے ہر پڑھے لکھے فرد کے پاس تفسیر کا ایک علیحدہ نسخہ ہو جس سے وہ روزانہ صبح کے وقت تلاوت کرے اور فارغ اوقات میں مطالعہ کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ علومِ قرآنیہ سے بہرہ اندوز ہوتا رہے۔

حُسنِ اتفاق ہی کی بات ہے کہ اِدھر قادیان سے تفسیرِ صغیر کے جدید ایڈیشن کی اشاعت مکمل ہوئی اور اُدھر جلسہ سالانہ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہُ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا جو پیغام موصول ہوا وہ بھی قرآنِ کریم سے متعلق ہی ہے۔ حضور نے احبابِ جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:—

"بنی نوع انسان کی تمام مشکلات کا حل قرآنِ مجید میں ہے۔ تم اس کو مضبوطی سے پکڑو۔ انشاء اللہ تعالےٰ آخر کار اسلام اور قرآنی تعلیم ہی دُنیا میں غالب آئے گی۔"

اس وقت دُنیا کو جس قسم کی مشکلات درپیش ہیں، ان کا صحیح حل دُنیا کے پاس نہیں۔ جیسا کہ حضور نے اپنے پیغام میں فرمایا، ان کا حل قرآن مجید میں ہے۔ اس لئے جب تک ہم لوگ پورے غور اور تدبّر کے ساتھ قرآنِ مجید کا مطالعہ نہیں کریں گے اور اپنی تمام تر توجّہات کو اس پاک کتاب کے سمجھنے پر مرکوز نہیں کردیں گے، اُس وقت تک نہ تو ہمیں دنیا کی مشکلات کا علم ہوسکتا ہے اور نہ ہی دُنیا والوں کو اُس حتمی علاج سے باخبر کرسکتے ہیں جو خود ہمارے پاس موجود ہے۔ اور دُنیا کو اس کی شدید ضرورت ہے۔ اس لئے پہلا کام یہ ہے کہ پہلے خود اپنے سینوں کو انوارِ قرآنیہ سے منوّر کیا جائے۔ اس کے علوم ومعارف سے خود آگاہی حاصل کی جائے اس کے بعد دوسروں کو اس نعمتِ عظمےٰ سے باخبر کیا جائے تا جلد دُنیا امن وسلامتی کا گہوارہ بن جائے۔

جیسا کہ ابھی ذکر ہوا مرکزی دفتر تو تفسیرِ صغیر کی طباعت کے بعد اپنے فرض سے سبکدوش ہوچکا۔ اب احبابِ جماعت کا کام ہے کہ آگے آئیں اور اپنے حصّہ کا فرض ادا کریں۔ اور قرآن کریم کی اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیں جس کی حسبِ ذیل چند صورتیں خاص طور پر قابلِ عمل معلوم ہوتی ہیں:—

(۱) ـــ احمدی گھرانوں کے اندر قرآن کریم کو زیادہ رواج دینے، روز پڑھنے پڑھانے کا بابرکت مشغلہ جاری کرنے کے لئے ایک صورت یہ بھی ہے کہ ہم اپنے بچّوں کو کسی امتحان میں کامیاب ہوجانے پر تفسیرِ صغیر بطور انعام دیں۔ اور انہیں ترغیب دیں کہ اپنے اس انعام سے محبت واُلفت کے ساتھ رُوحانی استفادہ کریں۔

اِسی طرح بچیوں کی شادی کے موقعہ پر غریب سے غریب، والدین بھی حسبِ توفیق بچی کو جہیز دیتے ہیں، ہم سمجھتے ہیں کہ تفسیرِ صغیر سے بڑھ کر اور کوئی کار آمد اور قیمتی تحفہ نہیں ہے سمجھدار والدین کا فرض ہے کہ اپنی بچّی کے نئے گھر کو انوارِ قرآنیہ سے روشن کرنے کے سامان کریں جو والدین ایسا کرتے ہیں بلاشبہ وہ اپنی آئندہ نسلوں کے مستقبل کو ہمیشہ کے لئے محفوظ کردیتے ہیں۔

(۲) ـــ عام خلق اللہ کی ہمدردی اور بنی نوع انسان کی سچی خیر خواہی کے سلسلہ میں تفسیرِ صغیر کی عام اشاعت بہت ضروری ہے۔ یہ درست ہے کہ اس وقت دُنیا میں بے دینی اور الحاد کا دَور دورہ ہے لیکن اس بات سے بھی انکار ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ کی غیر معمولی قدرت اندر ہی اندر سعید رُوحوں کو اِسلام کی طرف مائل کر رہی ہے۔ اور طبائع میں غیر معمولی طور پر اسلام کی جستجو پیدا ہو رہی ہے۔ اس بات کا ثبوت وہ متعدد خطوط ہیں یا زبانی اظہارِ خواہش ہے جو ایک طبقہ کی طرف سے قرآن کریم کے مطالعہ کے بارے میں آتے رہتے ہیں۔ اگر جماعت کے ذی ثروت دوست اپنے پاکیزہ اموال سے کچھ رقم حصولِ ثواب اور کلام اللہ کی اشاعت کی غرض سے مرکزی دفتر دعوت وتبلیغ کو بھیج دیا کریں تو دفتر ایسے دوستوں کی رُوحانی تشنگی کو دُور کرنے کے سامان کرسکتا ہے۔

(۳) ـــ فی زمانہ لائبریری ایسا مرکزی مقام ہے جہاں کسی کتاب کے چند ہی نسخے سینکڑوں اور ہزاروں افراد کے لئے علمی سیرابی کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔ احبابِ جماعت خدا کے فضل سے اس ذریعہ کو بھی عمل میں لاکر اشاعتِ قرآن کے سامان کرسکتے ہیں۔ تفسیرِ صغیر کا ہدیہ صرف ۱۸ روپے ہے۔ حسبِ توفیق ایک، ایک دو دو تین تین نسخے خرید کر ثواب کی خاطر مختلف مقامات کی لائبریریوں میں رکھوا دینا ایک صدقہ جاریہ ہے۔ اور جو دوست ازخود ایسا نہ کرسکتے ہوں وہ دفتر دعوت وتبلیغ کے ذریعہ اس کارِ خیر میں حصّہ لے سکتے ہیں۔ بلاشبہ دفتر مرکزی اس کو زیادہ خوش اسلوبی سے سرانجام دے سکتا ہے۔

الغرض اس طرح کی اور بہت سی تجاویز پر عمل کرتے ہوئے ہم اس انمول تحفہ کو اپنے لئے اور تمام بنی نوعِ انسان کے لئے غیر معمولی برکتوں اور فضلوں کے حصول کا ذریعہ بنا سکتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ سب کو اس کی توفیق دے۔

اَللّٰہ تعالےٰ کی ہزاروں ہزار رحمتیں اور برکتیں ہوں حضرت مُصلح موعُود رضی اللہ عنہ کی رُوح پر کہ حضور نے کلام اللہ کو سمجھنے اور اس کے معانی ومطالب سے آگاہ ہونے کے سامان فرما دیئے۔ آمین ؂

۲۳ر مارچ ـــ یومِ مسیحِ موعُود

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آج سے ۸۳ سال پہلے بتاریخ ۲۳ر مارچ ۱۸۸۹ء بمقام لدھیانہ حضرت منشی صوفی احمد جان صاحب رضی اللہ عنہُ کے مکان پر سب سے پہلی بیعت لی۔ اس طرح اس مبارک روز سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کا باضابطہ آغاز ہوا۔ اسی مناسبت سے اس تاریخی دن کو یومِ مسیح موعود کے نام سے یاد کیا جانے لگا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ماہِ مارچ ۱۸۸۸ء میں دعوتِ بیعت کا حکم ہوچکا تھا۔ لیکن بعض مصالح کی بناء پر حضورؑ نے دس ماہ بعد بذریعہ اشتہار محررہ یکم دسمبر ۱۸۸۸ء دعوتِ بیعت دیتے ہوئے "تبلیغ" کے عنوان سے تحریر فرمایا:—

"مَیں اس جگہ ایک اور پیغام بھی خلق اللہ کو عموماً اور اپنے بھائی مسلمانوں کو خصوصاً پہنچاتا ہوں کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ جو لوگ حق کے طالب ہیں وہ سچا ایمان اور سچی ایمانی پاکیزگی اور محبتِ مولا کا راہ سیکھنے کے لئے اور گندی زیست اور کاہلانہ اور غدّارانہ زندگی کو چھوڑنے کے لئے مجھ سے بیعت کریں۔ پس جو لوگ اپنے نفسوں میں کسی قدر یہ طاقت پاتے ہیں۔ انہیں لازم ہے کہ میری طرف آویں کہ مَیں ان کا غمخوار ہوں گا۔ اور اُن کا بار ہلکا کرنے کے لئے کوشش کروں گا اور خدا تعالیٰ میری دُعا اور میری توجہ میں اُن کے لئے برکت دے گا بشرطیکہ وہ ربّانی شرائط پر چلنے کے لئے بدل وجان تیار ہوں۔"

(باقی دیکھئے صلا پر)

ہمیں یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ ہماری اولاد اللہ تعالیٰ سے پیار کرنیوالی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عاشق اور قرآن کریم کو حصول عزت کا ذریعہ سمجھنے والی ہو!

آپ اپنے مقام کو پہچانتے ہوئے اپنی نسل کو مغربی اقوام کی گندی [illegible] کوشش کریں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا لجنہ اماء اللہ [illegible] جون ۱۹۷۰ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے گزشتہ [illegible] مغربی افریقہ کے دورہ سے واپسی [illegible] ۱۹۷۰ء کو [illegible] میں لجنہ اماء اللہ سے جو خطاب فرمایا تھا اس کا مکمل متن درج ذیل ہے۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

دورۂ مغربی افریقہ کے تاثرات

اللہ تعالیٰ کی حمد سے دل معمور ہیں۔ خصوصاً اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی طاقت اور اس کے تصرف اور اس کے پیار اور اس کی پیشگوئیوں کے پورے ہونے کے جلوے افریقہ کے جنگلوں میں جو ہم نے دیکھے اس کے نتیجہ میں نہ صرف جسم کا ذرہ ذرہ بلکہ روح کی تمام وسعتیں بھی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء سے لبریز ہیں۔

جو چیز وہاں نظر آئی اس کے نتیجہ میں آپ بہنوں کے لئے بھی کچھ سوچنے کے، غور اور تدبر کرنے کے سامان ہیں۔ وہ لوگ باوجود اس قدر دور ہونے کے احمدیت کی محبت سے لبریز ہیں۔ وہ دیوانوں کی طرح احمدیت کے عاشق ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس لئے پیار کرتے ہیں اور بے حد پیار کرتے ہیں کہ آپ کے ذریعہ ان لوگوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جلووں کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا اور اس محبت کے نتیجہ میں نہ صرف اپنے اخلاص میں بلکہ اپنے علم اور اپنے عمل میں دن بدن بہت ترقی کر رہے ہیں۔ اور انہیں یہ معلوم ہو گیا ہے، یہ بات ان پر واضح ہو گئی ہے کہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں فرمایا ہے ایک ہی راستہ صراطِ مستقیم ہے اور وہ جانتے ہیں کہ اس وقت دنیا میں، انسان دو راستوں پر گامزن ہے۔ ایک راہ تو وہ ہے جو انسان کو ہلاکت کی طرف لے جا رہی ہے جس راہ پر یورپ، امریکہ روس اور جزائر کے رہنے والے اور انگلستان کے باشندوں میں سے اکثر چل رہے ہیں اور ایک وہ راستہ ہے جس پر چلنے والے تھوڑے ہیں۔ مگر بڑے ہی خوش قسمت ہیں۔ اور وہ راہ مستقیم راہ ہے۔ اور وہ پوری کوشش کر رہے ہیں کہ ان کا قدم صراطِ مستقیم پر [illegible] رہے، بھٹکیں نہ وہ۔ اللہ تعالیٰ سے دور نہ ہو جائیں۔ اس کی ناراضگی مول لینے والے نہ ہوں اور وہ جانتے ہیں۔ اسے اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ ایک شخص ان دو راہوں پر ایک ہی وقت میں گامزن نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ان کی سمتیں مختلف اطراف کو ہیں۔ ایک راستہ جہنم کی طرف لے جانیوالا ہے اور دوسری راہ اللہ تعالیٰ کی رضاء کی رفعتوں تک پہنچانے والی ہے۔ اور ان کی کوشش یہ ہے کہ وہ اور ان کی اولادیں، ان کے لڑکے اور ان کی لڑکیاں ان کا ماحول جو ہے وہ اس صداقت کو پہچانے اور اس صراطِ مستقیم کو ترجیح دے اور اسی کو اپنے لئے سمجھے۔ اور اسی پر چل کر اللہ تعالیٰ کی محبت کو حاصل کرے۔ وہ اُن راہوں سے نفرت کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے دور لے جانے والی اور ہلاکت تک پہنچانے والی ہیں۔ اور وہ قومیں اسے سمجھ گئی ہیں۔ کہ یہ ناممکن ہے کہ ایک شخص اللہ تعالیٰ کی طرف جانے والے رستہ پر بھی چل رہا ہو اور اللہ تعالیٰ سے دور لے جانے والے راستہ پر بھی اسی وقت چل رہا ہو۔ جس طرح یہ عقلاً ناممکن ہے اسی طرح زندگی کا مشاہدہ بھی اس بات کی تردید کر رہا ہے۔

سو ہمارے لئے سوچنے کا مقام یہ ہے کہ اگر اس حقیقت کو جسے ان لوگوں نے پہچان لیا ہے، ہم نے نہ پہچانا تو ہم اس راہ پر ہی چلیں گے جو ہلاکت کی طرف لے جانے والی ہے۔ کیونکہ دو راہیں ایک وقت میں اختیار نہیں کی جا سکتیں۔

اللہ تعالیٰ نے صراطِ مستقیم سے پہلے اس بنیادی حقیقت کو بیان کیا ہے جس کے نتیجہ میں انسان صراطِ مستقیم پر چلتا ہے اور وہ اس آیت میں ہے۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن۔ عبادت صرف اللہ تعالیٰ ہی کی کی جا سکتی ہے۔ اور کی

عبادت کا صحیح مفہوم

عبادت کے معنی ہیں معبودِ حقیقی کا رنگ اپنی زندگی پر چڑھانا۔ اور اس کی صفات کو اپنانا۔ اپنا سب کچھ قربان کر کے اس سے سب کچھ حاصل کرنا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی تفسیر کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جتنی بھی طاقتیں، قوتیں اور استعدادیں عطا کی ہیں اُن سب کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا چاہیئے۔ لیکن چونکہ روحانی رفعتیں غیر محدود ہیں اس لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کے بعد یہ سمجھنا چاہیئے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ہماری ان حقیر کوششوں کو قبول کر بھی لیا تو بھی ہم آخری رفعتوں تک انتہائی بلندیوں پر نہیں پہنچ سکیں گے اس لئے انسان پھر مجبور ہو کر اسی کی طرف رجوع کرتا اور اس کے حضور حاضر ہو کر التجا کرتا ہے کہ ہمیں جو طاقتیں اس وقت تُو نے عطا کی تھیں ان کے ذریعہ ہم نے تیری محبت کے حصول کے لئے کوشش کی۔ لیکن ہم یہ جانتے ہیں کہ بیشمار بلندیاں ابھی ایسی ہیں کہ اپنی موجودہ طاقتوں کے صحیح استعمال کے نتیجہ میں ہم وہاں تک نہیں پہنچ سکتے۔ اس لئے ایاک نستعین ہم تیرے پاس آئے ہیں نصرت اور مدد کے طالب ہو کر کہ تُو ہمیں اور طاقت دے تاکہ اس مزید طاقت کو، اس مزید عطا کو بھی ہم تیری راہ میں خرچ کریں اور تیری محبت کو پہلے سے زیادہ پائیں۔

ایاک نعبد و ایاک نستعین میں یہ مسئلہ ہمیں سمجھایا گیا ہے کہ جس طرح عبادت کا حق سوائے اللہ کی ذات کے کسی کو نہیں۔ اسی طرح اور کوئی وجود دنیا میں نہیں جو ہماری ضرورت کو پورا کر سکے۔ اور ہم جس کے پاس ہم جا کر کہیں کہ ہمیں کچھ دو تاکہ ہم صحیح نشو و نما اپنی قوتوں اور استعدادوں کی کر سکیں۔ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جو منبع اور سرچشمہ ہے ہر طاقت کا۔ اور جو سرچشمہ ہے ہر عزت کا۔ جو سرچشمہ ہے ہر نور کا۔ اور جو سرچشمہ ہے ہر خیر کا۔ اس کے علاوہ کسی اور منبع سے کسی اور وجود کے ذریعہ ہم نہ کوئی طاقت پا سکتے ہیں اور نہ کوئی نور حاصل کر سکتے ہیں، اندھیروں میں بھٹک تو سکتے ہیں لیکن نورانی فضاء میں سانس نہیں لے سکتے۔ اور نہ حقیقی عزت ہم حاصل کر سکتے ہیں۔

آپ بہنیں جو اس گندے ماحول میں اپنے حالات کی وجہ سے ہیں (اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم صحیح طور پر اللہ تعالیٰ کی عطاء کو سمجھیں تو اللہ تعالیٰ کی نعمت کے نتیجہ میں زندگی کے دن گزار رہے ہیں)، ہم پر فرض عاید ہوتا ہے۔ کہ ہم صراطِ مستقیم پر قائم رہیں۔ اور ان لوگوں کی نقل کرنے کے نتیجہ میں صراطِ مستقیم کو چھوڑ کر بد راہوں کو اختیار نہ کریں۔ اور یہ کوشش کریں کہ ہماری اولاد بھی اللہ تعالیٰ سے پیار کرنے والی، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عاشق اور قرآن کریم کو ہر عزت کے حصول کا ذریعہ سمجھنے والی ہو۔

قرآن کریم سے محبت اور عملی تعلق

قرآن کریم ایک عظیم کتاب ہے۔ اس دورہ میں جہاں میں نے اپنے بھائیوں کو قرآن کریم کی عظمت کے متعلق بتایا وہاں میں نے عیسائی پادریوں تک کو بھی بہت سی ایسی باتیں بتائیں کہ ان کے نتیجہ میں ان کے سر کو خدا تعالیٰ کی عظمت اور قرآن کریم کی شان کے سامنے جھکتے ہوئے میں نے دیکھا۔ تو جو عظیم کتاب ہمارے ہاتھ میں ہے جس کی چند جھلکیاں دوسروں کی گردنوں کو جھکانے کے لئے کافی ہوں۔ اس کی عظمت کو اگر ہم بھول جائیں۔ اگر ہم اس سے پیار کرنا چھوڑ دیں۔ اگر ہمارا تعلق اس سے صرف زبانی تعلق ہو۔ عملی تعلق نہ ہو تو ہمارے جیسا بدقسمت انسان دنیا میں کوئی نہیں ہوگا۔ پس اپنے اس مقام کو پہچانئے، اللہ تعالیٰ نے آپ پر بڑا فضل کیا ہے کہ آپ [illegible] کے ذریعہ یا پیدائش کے ذریعہ احمدی گھرانوں میں پیدا ہو گئیں، یا تبارک ہو گئیں۔ اور اس کے نتیجہ ان تمام بشارتوں کی وارث بننے کے قابل ہو گئیں، جو عظیم الشان بشارتیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ جماعت کو ملیں ان کو حاصل کرنا آپ کی جدوجہد اور کوشش پر منحصر ہے۔

الٰہی بشارت اور ہماری ذمّہ داری

دوسری اقوام اس بات کی اہل ہی نہیں کہ انہیں ان بشارتوں کا وارث بنایا جائے۔ آپ اہل ہیں۔ آپ کے لئے وہ دروازہ کھولا گیا ہے۔ اس دروازے میں داخل ہونا آپ کا کام ہے۔ اگر فرشتے اس دروازے میں سے داخل ہو کر اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنّت میں داخل ہو جائیں تو اس سے آپ کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ فرشتوں کو نہ جنّت اس طرح خوش کرتی ہے جس طرح انسان کو۔ اور نہ دوزخ اُن کو اُس طرح جلاتی ہے جس طرح انسان کو جلاتی ہے کیونکہ دوزخ میں بھی اللہ تعالیٰ کے پیارے فرشتے اللہ تعالیٰ کے خادم اور کارندوں کی حالت میں موجود ہیں۔ دوزخ ان پر کوئی اثر نہیں کرتی۔ لیکن انسان پر دوزخ کا بڑا گہرا اثر ہے۔ اسی طرح ہماری جنّت کی خوشیاں انہیں خوش نہیں کر سکتیں۔ ان کی اپنی دُنیا ہے۔ جس میں وہ خوش ہیں۔ لیکن انسان کے لئے اگر خوش قسمت انسان کے لئے جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہونا چاہتا ہے جب جنّت کا دروازہ کھولا جائے۔ تو اُس انسان کا فرض ہے کہ وہ کوشش اور تدبیر اور دُعا کے ذریعہ سے آگے قدم بڑھائے اور جنّت کے دروازہ میں داخل ہو جائے۔ کسی اَور نے آپ کی جگہ قدم اٹھا کر آپ کے لئے جنّت کے دروازہ میں داخل نہیں ہونا یہ کام بہرحال آپ نے ہی کرنا ہے۔ صراطِ مستقیم آپ کے لئے روشن کیا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ آپ کے لئے اس نور کا پانا اور اُس نور سے اپنی زندگیوں کو منور کرنا ممکن ہو گیا ہے جو نور محمد صلے اللہ علیہ وسلم دنیا کی فلاح و بہبود کے لئے لے کر آئے تھے اب اس نور کو حاصل کرنا یا نہ کرنا، اُس سے فائدہ اٹھانا یا نہ اٹھانا یہ آپ کا کام ہے۔ کسی اَور نے جس طرح آپ کی جگہ کھانا کھا کر آپ کی سیری کا سامان پیدا نہیں کرنا۔ اسی طرح کسی اَور نے اس نور سے فائدہ اٹھا کر آپ کے ماحول کو منور نہیں کرنا۔ یہ آپ نے ہی کرنا ہے۔ آپ کی ذمہ داری ہے۔ اس کے سوا کچھ ہو ہی نہیں سکتا۔

احمدی مستورات میں جذبۂ مسابقت

اس وقت جو چیز میں نے وہاں دیکھی اس سے مجھے یہ فکر پیدا ہوا اور آپ کو بھی ہونا چاہیئے۔ جیسا کہ شروع میں مَیں نے اشارہ کیا تھا اللہ تعالیٰ کی کسی سے رشتہ داری نہیں اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ کا اصول قرآن کریم نے واضح کیا۔ یعنی اللہ کو وہی پیارا ہوگا جو تقویٰ کی راہوں کو اختیار کرے گا اور خدا تعالیٰ کے لئے اخلاص اور ... اور جان نثاری میں جو ہم سے آگے

بڑھ جائیں، اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وہ زیادہ وارث ہوں گے۔ اور ہمارے لئے یہ انتہائی دکھ اور بدقسمتی ہوگی کہ وہ بعد میں آئیں۔ ہماری وجہ سے انہیں وہ نور ملے۔ لیکن ہمیں وہ پیچھے چھوڑ جائیں اور خود آگے نکل جائیں۔ ہماری یہ خواہش تو نہیں کہ وہ پیچھے رہیں۔ لیکن ہمارے دلوں میں یہ تڑپ ضرور ہونی چاہیئے کہ ہم اس دوڑ میں، اس مسابقت میں جب آگے ہی آگے بڑھنا شروع کریں تو اُن سے ہم آگے ہی رہیں پیچھے رہنے والے نہ ہوں۔ ورنہ اللہ تعالیٰ اُن سے کام لے گا۔ ورنہ تاریخ یہ کہے گی کہ پاکستان میں اللہ کا نور نازل ہوا تھا لیکن پاکستانیوں نے اس کی وہ قدر نہ کی جو سات ہزار میل دُور ہونے کے باوجود اہلِ افریقہ نے اس رنگ میں حاصل کیا کہ پاکستانی مرد یا عورتیں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے پیار کو ان کی نسبت انہوں نے زیادہ حاصل کر لیا۔ اور خدا تعالیٰ نے ان کو جو سات ہزار میل دُور پیدا ہوئے تھے اپنے منصوبہ کو کامیاب کرنے کے لئے، اپنے مقصد کے حصول کے لئے آلۂ کار بنایا اور پاکستانیوں کو ٹھکرا دیا۔ بڑی شرم کی بات ہے۔ پس اس جھوٹے ملمع کی طرف نہ دیکھیں جو آج ہمیں نظر آ رہا ہے۔ اس چمک کے نیچے جس طرح پھوڑے کا حال ہے۔ جسم پر جو نمودار ہوتا ہے، بڑی چمک، بڑی خوبصورتی نظر آ رہی ہوتی ہے۔ لیکن گندی پیپ اس کے نیچے ہے۔ یہی حال اس تہذیب کا ہے۔ آج نہیں تو کل جلد ہی وہ دن آنے والے ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے ۱۹۶۷ء میں انتباہ کیا تھا اور اس پریس کانفرنس میں بھی اس کو دہرایا کہ وہ کوئی لمبا زمانہ نہیں کہ جس کا ہمیں انتظار کرنا پڑے اگلے ۲۵، ۳۰ سال جو اس حساب سے مَیں نے کہے تھے اب تین سال کم ہو گئے ہیں۔ اس لئے مَیں یہ کہوں گا کہ ۲۲ اور ۲۷ سال کے عرصہ کے اندر ایک عظیم انقلاب بپا ہونے والا ہے، اس دنیا میں۔ اور اگر یہ قومیں اپنی گندی زندگیوں سے توبہ نہیں کریں گی تو خدا کی نگاہ میں بد ٹھہرائی جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہلاک کر دے گا۔ کیا اس ہلاکت میں آپ حصّہ دار بننا چاہتی ہیں؟ یا اس فضل میں حصّہ دار بننا چاہتی ہیں، حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے ذریعہ آپ کے لئے جس کا حصول ممکن ہو گیا ہے؟

مغربی اقوام کی گندی تہذیب

میری تو تمنّا یہ ہے اور دُعا یہ ہے کہ آپ ایک احمدی عورت کے مقام کو پہچانتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہوئے خود کو بھی اور اپنی نسل کو بھی اس گندی تہذیب سے بچانے

کی کوشش کریں۔ اور دن رات اس کوشش میں رہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کی آپ وارث بنیں۔ اُس کا غضب آپ کے اُوپر نہ بھڑکے۔ یہ ایک حقیقت ہے اور دنیا نے ہزاروں دفعہ اس کا مشاہدہ کیا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے غضب کی نگاہ ایک سیکنڈ کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ ایک سیکنڈ کے اندر قوموں کی قوموں کو اُس نے ہلاک کر دیا اور وہ قادر و توانا آج بھی وہ قوت اور طاقت رکھتا ہے کہ اگر دُنیا اپنی اصلاح نہ کرے اور دُوری کی راہوں کو چھوڑ کر اس کی طرف متوجہ نہ ہو تو وہ ایک سیکنڈ کے اندر اس تہذیب کو جو اپنے آپ کو دنیا کی سب سے بڑی تہذیب سمجھتی ہے مٹا کر خاک کر دے۔ اور پھر شاید اُن کے کھنڈرات بھی نہ ملیں۔ پہلی قوموں پر سے بعض کے کھنڈرات ہمیں دنیا میں کہیں کہیں نظر آتے ہیں لیکن ہو سکتا ہے کہ اس قسم کی قہر کی آگ اِن اقوام کے اُوپر نازل ہو کہ ان کی تلاش آج سے دو تین سو سال کے بعد جب ساری تاریخِ اسلام ان کھنڈرات کو تلاش کرنا چاہے تو ان کا نشان بھی کہیں نظر نہ آئے تو اس غضب میں، اس قہر میں حصّہ دار بننے کی کوشش نہ کریں بلکہ اللہ تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اور مادی چمک جو ہے، اس گندی تہذیب کی جو نمائش ہے اور بظاہر نظر آتا ہے کہ بڑی اچھی اور خوبصورت ہے اس کے اندر حُسن ہے نہ کوئی نُور۔ نہ کوئی چمک یا خوبصورتی۔ وہ آپ کو سیدھے راستہ سے دُور لے جا کر اس راہ پر نہ کہیں ڈال دے جو ہلاکت کی طرف لے جانے والی راہ ہے۔ دُعا کیا کریں بہت اپنے لئے۔ مَیں تو ہر وقت دُعا کرتا ہوں اور بڑی فکر مجھے بعض دفعہ پیدا ہوتی ہے جب بعض حالات میرے سامنے آتے ہیں۔ یہ زندگی چند روزہ ہے۔ جو چند روزہ زندگی ہے وہ بھی کوئی اتنی آرام دہ اور سکھ کی نہیں ہے۔ اگر ہم اپنے دِل میں دنیا کی خواہش رکھیں جن کے پاس کروڑوں روپیہ ہے اُن کے دِل بھی مطمئن نہیں اور تسلّی اُن کو نہیں اور چاہتے ہیں کہ اُن کو اَور بھی مِل جائے۔ یہ دُنیا کا گند انسان اپنی ساٹھ یا ستّر سال کی زندگی کی

خاطر اس ابدی حیات کو ٹھکرا دیتا ہے کہ جس کے لئے اس کو پیدا کیا گیا ہے۔

اُخروی اور دُنیوی زندگی کا تقابل

اگر آپ روزانہ ایک دفعہ یہ سوچ لیا کریں کہ ہماری یہ زندگی اس زندگی کے مقابلہ میں جس کا ہم کو وعدہ دیا گیا ہے اتنی بھی نہیں جیسے سمندر کے مقابلہ میں سمندر کا ہی ایک قطرہ تو شاید دِل کے اندر اللہ تعالیٰ کا تقویٰ زیادہ شدّت کے ساتھ پیدا ہو۔ شاید آپ اللہ تعالیٰ کے حضور زیادہ عاجزانہ طور پر جھکنے والی بن جائیں۔ شاید آپ کو یہ احساس اور بھی زیادہ ہو جائے کہ آپ کی اپنے نفسوں کے لئے، اپنے خاندان کے لئے اور دُنیا کے لئے کیا ذمہ داریاں ہیں۔ شاید اللہ تعالیٰ اس طرح آپ کو توفیق عطا کرے کہ آپ ذمّہ داریوں کو سمجھنے کے بعد اُن کو نباہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کریں۔ اس رضا کو جو وہ آپ کو دینا چاہتا ہے۔ اور بہت ہیں جو سُستی کے نتیجہ میں، جہالت کے نتیجہ میں دُنیا کی محبت کے نتیجہ میں اس عظیم محبتِ الٰہی کو ٹھکرا دینے کے لئے تیار ہو جاتی ہیں اس دنیا کی خاطر جو چند روزہ گندی اور غلیظ دُنیا ہے۔ یہ چند دن کی زندگی ہے اسے بھول جائیں۔ خصوصاً اس وقت جب ہم ایک موڑ کے اُوپر آ گئے ہیں اپنی احمدیت کی تاریخ کے اندر۔ اور عنقریب جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے ایک انقلابِ عظیم بپا ہونے والا ہے۔ ایک ایسا REVOLUTION کہ جو اس سے پہلے سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے اور کبھی نہیں ہوا۔ نہ دُنیا کی آنکھ نے کبھی ایسا REVOLUTION دیکھا نہ آگے دیکھے گی۔ اور دُنیا کی کایا پلٹ ہو جائے گی۔ اس وقت جو سُست ہوں گے وہ پچھتا رہے ہوں گے۔ قبل اس کے کہ وہ دن آئے آپ اپنی سُستیوں کو دُور کریں۔ اور کوشش کریں کہ انتہائی قربانی دے کر اسلام کے غلبہ اور اس کی فتح کے دن کو قریب لانے والی ہوں۔ خدا کرے کہ آپ اپنے نفس کی حقیقت، اپنے مقام، اپنی ذمّہ داریوں کو پہچاننے لگیں اور اللہ تعالیٰ کے پیار کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے والی ہوں۔ آمین۔ اب مَیں دُعا کروا دیتا ہوں۔

جلسہ ہائے یوم مصلح موعود

بیان کا یہ شمارہ تقریباً مکمل ہو چکا تھا کہ ادارۂ بدر کو جماعت احمدیہ رشی نگر (کشمیر) جماعت احمدیہ بنگلور (میسور) لجنہ اماء اللہ بنگلور اور مجلس خدام الاحمدیہ کٹک کی طرف سے جلسہ ہائے یوم مصلح موعود کی رپورٹیں موصول ہوئیں۔ عدم گنجائش ان کی اشاعت میں مانع ہے۔ اللہ تعالیٰ ان جماعتوں کی نیک مساعی کو بپایۂ قبولیت جگہ عطا فرمائے۔ اور آئندہ بھی زیادہ سے زیادہ خدمت و اشاعتِ اسلام کی توفیق عطا فرماتا رہے آمین۔

(ایڈیٹر بدر)

تقریر جلسہ سالانہ قادیان قسط ۳

ذکرِ حبیب علیہ السلام

از محترم جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم اے مؤلف اصحاب احمد قادیان

تحمّل اور حوصلہ مندی

حضرت اقدس نہایت نرم مزاج اور حوصلہ مند اور صابر تھے۔ لاہور میں آپؑ کی بھری مجلس میں ایک بدزبان مخالف نے آکر نہایت دل آزار اور گندے حملے آپؑ پر کئے لیکن آپ خاموش بیٹھے رہے گویا کچھ ہو ہی نہیں رہا۔ واقعہ کے گواہ حضرت عرفانی صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک برہمو سماج کے لیڈر نے اُس شخص کو منع کرنا چاہا لیکن اُس مخالف نے پرواہ نہ کی۔ حضور نے اس برہمو لیڈر سے کہا کہ آپ اسے کچھ نہ کہیں۔ اسے کہنے دیجئے۔ وہ بدزبان خود ہی بکواس کر کے تھک گیا اور چلا گیا۔ یہ لیڈر بہت متاثر ہوا اور اس نے کہا کہ یہ آپ کا بہت بڑا اخلاقی معجزہ ہے۔
(سیرت مسیح موعود حصہ سوم مولفہ حضرت عرفانی صاحب صـ۴۰۷)

لاہور ہی میں ایک شخص نے پیچھے سے آکر حضرت مرزا صاحب کی کمر میں ہاتھ ڈال کر آپؑ کو گرانا چاہا۔ اس نے مہدی کا دعوٰے کر رکھا تھا اور اسے اپنی زبان پر قابو نہ تھا۔ اور جو کچھ منہ میں آتا کہہ رہا تھا۔ حضورؑ کے خدام کو سخت طیش آیا اور انہوں نے اسے پکڑ لیا۔ آپؑ نے خدام کے اس جوش کو دیکھا اور فرمایا جانے دو معذور ہے اور سخت تاکیدی حکم دیا کہ کوئی اسے کچھ نہ کہے اور ہرگز نہ چھیڑے۔ اور اپنی عادت کے خلاف ہر دو چار قدم کے بعد مڑ کر دیکھتے اور فرماتے تھے کہ دیکھو کوئی کچھ نہ کہے یہ معذور ہے۔ خدام نے اسے چھوڑ دیا۔ پھر وہ آپؑ کی قیامگاہ کے سامنے تقریر کرتا رہا۔ لیکن حضرت بار بار یہی تاکید فرماتے تھے کہ اس کو کچھ نہ کہا جائے۔ صبر کرنا چاہیئے حضورؑ کی قوتِ قدسی کا اثر تھا کہ بر سر شارع عام حملہ کرنے والے اور زبانی ایذا رسانی کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرنے والے سے آپؑ کے خدام نے قطعاً کوئی انتقام نہ لیا۔
(" " صفحہ ۴۰۶ تا ۴۰۷)

ایک دفعہ آپؑ مسجد اقصٰی میں تقریر فرما رہے تھے کہ ایک غیر مسلم آکر سخت گندی گالیاں دینے لگا اور چُپ ہونے میں نہ آتا تھا۔ مگر آپ خاموشی سے سُنتے رہے مگر جب فحش زبانی حد کو پہونچ گئی تو فرمایا کہ دو آدمی اسے نرمی کے ساتھ پکڑ کر مسجد سے باہر نکال دیں۔ مگر اسے کچھ نہ کہیں۔
(سیرۃ المہدی حصہ اول روایت نمبر ۲۸۲)

جب حضور منارہ بنوانا چاہتے تھے تو قادیان کے بعض غیر مسلموں کی شکایات پر تحقیقات کے لئے ایک تحصیلدار صاحب آئے۔ حضور نے منجملہ دیگر باتوں کے یہ بھی بیان فرمایا کہ ان کی بے پردگی مقصود نہیں کہ اسے سیرگاہ بنایا جائے اس رنگ میں تو ہمارے گھر پر بھی نظر پڑے گی۔ ہم نے یہاں کے ہندوؤں کے ساتھ برادرانہ برتاؤ رکھا ہے۔ ہمارے دل میں ان کی ہمدردی ہے۔ بیماریوں میں ہم ان کا علاج کرتے ہیں۔ ان کی ہر ایک مصیبت میں شریک ہوتے ہیں۔ مذہبی معاملات میں میں نے ان کی تنقیص نہیں کی۔ اگر یہ لوگ اپنی عبادت گاہ کو اونچا کرنا چاہیں تو کیا ہم اسے روک سکتے ہیں
(بدر ۲۲ رمئی۔ الحکم ۳۱ رمئی ۱۹۰۳ء و سیرۃ المہدی حصہ اول طبع ثانی صـ۱۵۲ و ۱۵۳)

غیر مسلموں سے تعلقاتِ محبت

حضرت اقدسؑ کے تعلقات غیر مسلموں سے بہت محبت کے تھے۔ ڈاکٹر اقبال کے استاد شمس العلماء مولوی میر حسن صاحب نے کئی سال تک حضورؑ کو آپؑ کی جوانی میں سیالکوٹ میں نہایت قریب سے دیکھا تھا اور جو جماعت احمدیہ میں شامل نہیں ہوئے تھے، بیان کیا کہ آپؑ عزلت پسند اور پارسا تھے اور فضول و لغو باتوں سے محترز رہتے تھے۔ اور عام لوگوں کی ملاقات جو اکثر وقت ضائع کرنے کا باعث ہوتی ہے آپؑ کو پسند نہ تھی۔ لالہ بھیم سین صاحب وکیل آپؑ کے بڑے دوست تھے بلکہ سب سے کامل دوست آپ کے سیالکوٹ میں لالہ صاحب ہی تھے۔ اور چونکہ لالہ صاحب طبع سلیم اور زبان فارسی کی لیاقت اور ذہنِ رسا رکھتے تھے اس لئے بھی مرزا صاحب کو علم دوست ہونے کی وجہ سے ان سے بہت محبت تھی۔

لالہ جی کے متعلق حضور نے خواب دیکھا تھا کہ صرف وہی اکیلے مختاری کے امتحان میں کامیاب ہوئے ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا تھا حضور کبھی لالہ جی سے قرض روپیہ بھی منگوا لیا کرتے تھے حالانکہ خود آپ کی جماعت میں بھی روپیہ دے سکنے والے بہت سے افراد موجود تھے۔ گویا یہ رشتہ محبت آخر تک قائم رہا۔ لالہ جی نے اپنے بیٹے لالہ کنور سین کو جو لائق بیرسٹر تھے حضرت مرزا صاحب کے ایک مقدمہ کی پیروی کے لئے پیش کرنے کی اجازت چاہی تھی اور حضور نے شکریہ ادا کیا تھا۔ بعد میں لالہ کنور سین لاء کالج لاہور کے پرنسپل اور ایک ریاست میں چیف جج کے عہدہ پر ممتاز رہے۔
(سیرۃ المہدی حصہ اول روایت ۱۴۶ و تذکرہ طبع سوم صـ۶)

انبیاء اور اوتار کو یقین کامل ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام طاقتوں کا سرچشمہ ہے۔ اور اپنے پیارے بندوں کی دعائیں سنتا ہے اس لئے ان کا بہت سا وقت بھگتی اور دعاؤں میں صرف ہوتا ہے۔ چنانچہ حضور کا بھی یہی طریق تھا اور اللہ تعالیٰ آپ پر غیب کی باتیں ظاہر کرتا تھا چنانچہ جب آپ کی عمر کوئی پینتیس برس کی تھی اس وقت کا یہ واقعہ ہے کہ قادیان کے ایک آریہ صاحب کا ایک عزیز کسی معاملہ میں قید ہو گیا اور ایک اور ہندو بھی۔ اور اس کی اپیل چیف کورٹ میں دائر ہوئی۔ اس آریہ نے آپؑ سے اصرار کیا کہ بتائیں کہ اس کا نتیجہ کیا نکلے گا۔ آپ رقم فرماتے ہیں کہ میں نے اسے بہتیرا کہا کہ غیب کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ اس سے کوئی نجومی نہ رمل فال والے واقف ہیں۔ البتہ اللہ تعالیٰ اپنے کامل اور پاک اوتاروں کو بعض غیب کے رازوں سے اطلاع دے دیتا ہے اور ان کے کامل پیروی کرنے والوں کو بھی تاکہ ان کے مذہب کی سچائی کا نشان ظاہر ہو۔ اس بات سے اس ہندو صاحب نے انکار کیا اور اصرار کیا تب میں نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا کہ اس کی مسل چیف کورٹ سے عدالتِ ماتحت میں پھر واپس آئے گی۔ جہاں وہ بری نہیں ہو گا بلکہ اس کی قید نصف رہ جائے گی اور اس کے ساتھی کو پوری قید بھگتنی پڑے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (براہین احمدیہ حصہ سوم حاشیہ صـ۲۵۰)

آپ کے قادیان کے غیر مسلموں سے بہت دوستانہ تعلقات تھے۔ آپؑ ان کی تکالیف میں ان کی مدد کرتے تھے۔ بیماری میں بیمار پرسی کرتے تھے۔ دہلی اپنی شادی کے لئے گئے تو قادیان سے صرف دو افراد کو اپنے ساتھ لے گئے۔ ایک حضرت حافظ حامد علی صاحب کو اور دوسرے لالہ ملاوا مل صاحب کو۔ لالہ جی پکے آریہ سماجی تھے۔ لیکن ان کے ساتھ حضور کے محبت کے بہت گہرے تعلقات تھے۔ وہ جوانی میں سِل کی مرض میں گرفتار ہو گئے اور اضطراب و تشویش کی حالت میں بیقراری سے آپ کی خدمت میں آکر رو پڑے۔ حضور کا دل پگھلا اور ان کے لئے دعا کی تو آپؑ کو الہام ہوا کہ قُلْنَا یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا۔ کہ ہم نے کہہ دیا ہے کہ اے (بخار کی) آگ تو ٹھنڈک اور سلامتی بن جا۔ چنانچہ ان کو صحت ہو گئی اور وہ قریباً ایک سو سال کی عمر میں ۱۹۵۳ء میں فوت ہوئے۔
(تذکرہ طبع سوم صـ۴۰)

حضورؑ کی شفقت

حضور مجسم رحمت و شفقت تھے۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ حضورؑ کے مکان کے بالاخانہ میں رہائش رکھتے تھے جس کے نیچے حضور کا وہ کمرہ تھا جس میں حضور خلوت میں دعائیں کرتے تھے۔ حضور کو اللہ تعالیٰ نے خبر دی تھی کہ لوگوں پر طاعون کا عذاب نازل ہو گا۔ انہی ایام کا واقعہ حضرت مولوی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے آپؑ کو ایسی گریہ وزاری سے دعا کرتے سُنا کہ جس کی درد اور سوزش سے سننے والے کا پتہ پانی ہوتا تھا۔ اور آپ اس طرح آستانہ الٰہی پر گریہ وزاری کرتے تھے جیسے کوئی عورت دردِ زِہ سے بیقرار ہو۔ آپ مخلوقِ الٰہی کے عذابِ طاعون سے نجات کے لئے دعا کر رہے تھے کہ الٰہی! اگر یہ لوگ طاعون سے ہلاک ہو گئے تو پھر تیری عبادت کون کرے گا۔
(سیرت مسیح موعودؑ حصہ سوم مصنفہ حضرت عرفانی صاحب صـ۲۹۵)

آراء اور تبصرے

یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ بیان کردہ روایات بالعموم ایسے افراد کی ہیں جو حضرت اقدس علیہ السلام پر ایمان لے آئے تھے۔ لیکن گو یہ ساری تعریفات حقیقت پر مبنی ہیں۔ تاہم بعض اعلیٰ مقام کے غیر از جماعت افراد کی آراء پیش کی جاتی ہیں جن سے حضور کی سیرت کے کئی درخشندہ پہلو نمایاں ہوتے ہیں اور آپؑ ہی کی سیرت کے رنگ میں آپؑ کی جماعت رنگین ہوئی ہے۔

● ۱۔ اخبار "کرزن گزٹ" کے ایڈیٹر میرزا حیرت دہلوی جو زندگی میں حضرت مرزا صاحب کے شدید مخالف تھے اور خود بہت اعلیٰ ادیب اور مقرر اور مصنف تھے حضورؑ کی وفات پر لکھتے ہیں:۔

"مرحوم کی اعلیٰ خدمات ... واقعی بہت ہی تعریف کی مستحق ہیں۔ اس نے مناظرہ کا بالکل رنگ ہی بدل دیا اور ایک جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کر دی ... واقعی اس کی بعض عبارتیں پڑھنے سے ایک وجد کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے ...... (وہ) ترقی کے انتہائی عروج تک پہنچ گیا"

● ۲۔ لاہور کے آریہ اخبار "اِندر" نے لکھا:۔
"مرزا صاحب اپنی ایک صفت میں محمدؐ صاحب سے بہت مشابہت رکھتے تھے اور وہ صفت ان کا استقلال تھا"

● ۳۔ لاہور کے ایک مشہور مسلم رسالہ "تہذیب النسواں" نے لکھا:۔
"مرزا صاحب نہایت مقدس اور برگزیدہ بزرگ تھے اور نیکی کی ایسی قوت رکھتے تھے جو سخت سے سخت دل کو تسخیر کر لیتی تھی۔ وہ نہایت باخبر عالم بلند ہمت مُصلح اور پاک زندگی کا نمونہ تھے۔ ہم انہیں مذہباً مسیح موعود تو نہیں مانتے لیکن ان کی ہدایت اور رہنمائی مردہ روحوں کے لئے واقعی مسیحائی تھی"

● ۴۔ الٰہ آباد کے انگریزی اخبار "پائنیر" نے لکھا:۔
"قادیان کا نبی ان لوگوں میں سے تھا جو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے"

● ۵۔ پادری ایچ کریمر نے ۱۹۲۱ء میں امریکہ سے ہندوستان کے مسلمانوں کے حالات اور قادیان

میں اشاعت اسلام کے کام کا مطالعہ کرنے آئے انہوں نے ایک مفصل مضمون میں بتایا کہ ہندوستانی مسلمانوں پر عموماً مایوسی طاری ہے لیکن جماعت احمدیہ میں نئی زندگی کے آثار پائے جاتے ہیں جس کا واحد مقصد تبلیغ اسلام ہے۔ ان کے اس جوش اور قربانی کی روح کو دیکھ کر بے تحاشا صدآفرین نکلتی ہے۔

(مسلم ورلڈ۔ اپریل ۱۹۳۱ء)

۶۔ مسلمانوں کے ایک مشہور رہنما مولوی قریشی ایڈیٹر اخبار "تنظیم" امرتسر نے ایک لمبے مضمون میں لکھا:۔

"(جماعت احمدیہ کے) عمل وایثار کی مقدار بہت زیادہ ہے جو کام پراگندہ حال مسلمانوں کے کروڑوں افراد نہیں کر سکتے اس پر یہ منظم جماعت بسہولت قادر ہے۔" (مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۲۶ء)

۷۔ اسلام کے شدید مخالف پادری ڈاکٹر زویمر (۱۹۳۱ء میں) امریکہ سے قادیان آئے اور رسالہ چرچ مشنری ریویو لنڈن میں انہوں نے قادیان کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھا:۔

"یہ ایک اسلحہ خانہ ہے جو ناممکن کو ممکن بنانے کے لئے تیار کیا گیا ہے اور ایک زبردست عقیدہ ہے جو پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہلا دیتا ہے"

۸۔ ۱۹۰۵ء میں مولانا ابوالکلام آزاد کے بھائی مولانا ابوالنصر آہ قادیان آئے۔ اپنے تاثرات میں وہ بیان کرتے ہیں:۔

"مرزا صاحب (کی) ...... باتوں میں ملائمت ہے۔ طبیعت منکسر مگر حکومت خیز۔ مزاج ٹھنڈا مگر دلوں کو گرما دینے والا۔ بردباری شان نے انکساری کیفیت میں اعتدال پیدا کر دیا ہے۔ گفتگو ہمیشہ اس نرمی سے کرتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا متبسم ہیں ...... وسیع الاخلاقی کا کا برا ادنےٰ نمونہ ہے کہ اثنائے قیام کی متواتر نوازشوں کے خاتمہ پر بایں الفاظ مجھے مشکور ہونے کا موقع دیا کہ "ہم آپ کو اس وعدہ پر اجازت دیتے ہیں کہ آپ پھر آئیں اور کم از کم ہفتہ قیام کریں" اس وقت کا متبسم نالہ چہرہ اب تک میرے سامنے ہے۔" (اخبار وکیل امرتسر)

۹۔ مسٹر ایچ۔ اے۔ والٹر سیکرٹری آل انڈیا کرسچین ایسوسی ایشن اپنی کتاب "احمدیہ موومنٹ" میں لکھتے ہیں:۔

"یہ بات ہر طرح سے ثابت ہے کہ مرزا صاحب اپنی عادات میں سادہ اور فیاضانہ جذبات رکھنے والے تھے۔ ان کی اخلاقی جرأت جو انہوں نے اپنے مخالفین کی طرف سے شدید مخالفت اور ایذا رسانی کے مقابلہ میں دکھائی یقیناً قابل تحسین ہے۔ صرف ایک مقناطیسی جذب اور دلکش اخلاق رکھنے والا شخص ہی ایسے لوگوں کی دوستی اور وفاداری حاصل کر سکتا ہے جن میں سے کم از کم دو نے افغانستان میں اپنے عقاید کے لئے جان دے دی مگر مرزا صاحب کا دامن نہ چھوڑا۔ میں نے بعض پرانے احمدیوں سے ان کے احمدی ہونے کی وجہ دریافت کی تو اکثر نے سب سے بڑی وجہ مرزا صاحب کے ذاتی اثر اور جذب اور مقناطیسی شخصیت کو پیش کیا۔ میں نے ۱۹۱۶ء میں قادیان جا کر (حالانکہ اس وقت مرزا صاحب کو فوت ہوئے آٹھ سال گزر چکے تھے) ایک ایسی جماعت دیکھی جس میں مذہب کے لئے وہ سچا اور زبردست جوش موجود تھا جو ہندوستان کے عام مسلمانوں میں آجکل مفقود ہے۔"

۱۰۔ موضع نیلاں نزد قادیان کا ایک بوڑھا سکھ جاٹ جھنڈا سنگھ ایک دفعہ قادیان آیا اس نے بتایا کہ میں حضرت مرزا صاحب سے بیس سال بڑا ہوں۔ ان کے والد صاحب کے پاس میری بہت آمد و رفت تھی۔ میرے سامنے کئی دفعہ ایسا ہوا کہ کوئی بڑا افسر یا رئیس آیا اور اس نے کہا کہ آپ کے بڑے لڑکے سے تو ملاقات ہوتی رہتی ہے لیکن چھوٹے لڑکے کو کبھی نہیں دیکھا۔ آپ کے والد فرماتے کہ وہ بہت شرمیلا ہے۔ الگ الگ ہی رہتا ہے۔ پھر بلوا لیتے تو حضرت مرزا صاحب آنکھیں نیچے کئے ہوئے آتے اور سلام کر کے کچھ فاصلہ پر بیٹھ جاتے۔ آپ کے والد کہتے تھے کہ میرا یہ بیٹا نیک اور پاک ہے۔ جو حال میرا ہے وہ ہمارا کہاں۔

ایک دفعہ یہ سکھ دوست آئے اور پوچھا کہ مرزا صاحب کہاں ہیں۔ احمدی احباب نے کہا کہ گھر میں ہیں۔ لیکن چونکہ آپ کے باہر آنے کا یہ وقت نہیں اس لئے ہم بلا بھی نہیں سکتے۔ آپ کام میں مشغول ہوں گے۔ اس پر اس نے خود ہی آواز دی کہ مرزا جی ذرا باہر آؤ۔ حضور آواز سن کر ننگے سر ہی تشریف لائے اور حال پوچھا اور کہا کہ بہت عرصہ کے بعد آپ آئے ہیں۔ سردار جی نے بڑھاپے اور زمینداری کے کام کا عذر کیا۔ پھر حضرت مرزا صاحب سے کہا کہ آپ کو اپنے والد صاحب کے زمانہ کی باتیں یاد ہوں گی۔ مجھے بھیج کر آپ کو بلایا کرتے تھے اور افسوس کرتے تھے کہ میرا یہ بیٹا دنیا کی ترقی سے محروم ہے۔ اور آجکل کا زمانہ چالاک آدمیوں کا ہے۔ آج وہ مسجد میں بیٹھے رہنے والا بیٹا بادشاہ بنا بیٹھا ہے۔ اور بڑے بڑے لوگ دور دور سے آ کر اس کے در کی غلامی کرتے ہیں حضور نے فرمایا مجھے ساری باتیں یاد ہیں یہ سب اللہ کا فضل ہے۔ ہمارا اس میں کچھ دخل نہیں

(تذکرۃ المہدی حصہ دوم)

۱۱۔ قادیان میں پنڈت سوم راج نے ایک اخبار "شبھ چنتک" نام جاری کیا تھا جس میں وہ حضرت مرزا صاحب کے متعلق گستاخانہ الفاظ استعمال کرتا تھا حضرت مولوی غلام رسول صاحب رضی لنگوہی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل اور میں دونوں مل کر پنڈت مذکور کے پاس گئے اور بتایا کہ ہم حضرت مرزا صاحب کے حالات کی تحقیق کرنے آئے ہیں۔ اس نے حضور کے متعلق مضمون باتیں کہنی شروع کر دیں اس پر بھائی کشن سنگھ آریہ نے کہا کہ میں مرزا صاحب سے عمر میں بڑا ہوں اور بچپن سے جوانی تک آپ کے ساتھ رہا ہوں مرزا صاحب بہت پاک فطرت نیک، بہت بزرگ اور نہایت پسندیدہ انسان ہیں۔ پنڈت جی کی گستاخانہ باتیں سراسر غلط ہیں۔ اس پر پنڈت موصوف بہت شرمندہ ہوا۔

(تاثرات قادیان صفحہ ۴۲)

۱۲۔ مولانا ابوالکلام آزاد اخبار وکیل امرتسر میں لکھتے ہیں:۔

"وہ شخص، بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو، وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا جس کی نظر فتنہ اور آواز محشر تھی۔ جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔ جو شور قیامت ہو کر خفتگان خواب ہستی کو بیدار کرتا رہا ...... دنیا سے اٹھ گیا ...... ایسے شخص جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔ یہ نازش فرزندان تاریخ بہت کم منظر عالم پر آتے ہیں۔ اور جب آتے ہیں تو دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر کے دکھا جاتے ہیں۔ مرزا صاحب کی اس رفعت نے ان کے بعض دعاوی اور بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو، ہاں تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرا دیا ہے کہ ان کا ایک بڑا شخص ان سے جدا ہو گیا ہے ...... ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے ...... مرزا صاحب کا لٹریچر قبولیت عام کی سند حاصل کر چکا ہے۔ آئندہ امید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام پر ہم اسی مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ کسی انسان کی سیرت اس کے خیالات کا عکس ہوتا ہے۔ حضور کو اپنے اور جماعت کے مستقبل کے متعلق کیا یقین محکم تھا جو حضور کی عملی زندگی کی بنیاد تھا۔ وہ حضور کی تحریر کے ایک نمونہ سے ظاہر ہے فرماتے ہیں:

"اے تمام لوگو! سن رکھو کہ یہ اس خدا کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور برہان کی رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہو گا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا ...... دنیا میں ایک ہی مذہب ہو گا اور ایک ہی پیشوا ...... میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں"

(تذکرۃ الشہادتین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

دورہ محترم وکیل المال صاحب تحریک جدید انجمن احمدیہ

جماعتہائے احمدیہ مہاراشٹر، آندھرا اور میسور

جماعتہائے احمدیہ مہاراشٹر، آندھرا پردیش اور میسور کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے وکیل المال تحریک جدید انجمن احمدیہ قادیان مورخہ ۱۶ امان (مارچ) سے ان جماعتوں کے دورہ کے لئے روانہ ہو رہے ہیں۔ امید ہے کہ جملہ جماعتیں محترم موصوف کو ہر ممکن تعاون دے کر عنداللہ ماجور ہوں گی۔

وکیل اعلیٰ تحریک جدید

تقریر جلسہ سالانہ قادیان ۱۳۵۱ ہش

قسط نمبر ۳

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہؑ کی پیشگوئیاں

حالاتِ حاضرہ کے متعلق

از مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

اس تقریر کی ایک قسط بدر مجریہ ۹ امان میں شائع ہوئی، دوسری قسط کا کچھ ابتدائی حصہ عدمِ گنجائش کے سبب ۱۶ امان کے پرچہ میں شائع نہ ہو سکا۔ جسے اب تیسری قسط کے طور پر ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ اس طرح اگرچہ اشاعتوں کی ترتیب بدل گئی ہے لیکن مضمون کا افادی پہلو برقرار ہے۔ جو دوست اس مضمون کو اصل ترتیب میں محفوظ فرمانا چاہیں وہ اس وضاحت کو ملحوظ رکھیں ——— (ایڈیٹر)

طوفان اور سیلاب

حضور علیہ السلام نے طوفانوں اور سیلابوں کے تعلق سے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ

"نوحؑ کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا۔"

نیز آپؑ نے فرمایا تھا کہ ؎

زلزلے سے دیکھتا ہوں میں زمیں زیر و زبر
وقت اب نزدیک ہے آیا کھڑا سیلاب ہے
کوئی کشتی اب بچا سکتی نہیں اس سیل سے
حیلے سب جاتے رہے اک حضرتِ توّاب ہے

(درثمین)

چنانچہ عام سیلابوں اور طوفانوں کے علاوہ دنیا کی تاریخ میں ایک عظیم ترین تباہی ۱۲ نومبر ۱۹۷۰ء کو مشرقی بنگال میں سائیکلون اور زبردست طوفان کی صورت میں واقع ہوئی۔ جس سے دس لاکھ سے بیس لاکھ تک انسانی جانوں کے نقصان کا اندازہ ہے۔ جس کی دردناک اور لرزہ خیز تفاصیل اخبارات میں شائع ہو چکی ہوئی ہیں۔ اسی طرح نومبر ۱۹۷۱ء میں اسی طرح کا ایک زبردست طوفان اڑیسہ میں آیا جس کی وجہ سے بھاری جانی اور مالی نقصان ہوا۔ چنانچہ ۱۹ نومبر کو وزیر اعظم ہند مسز اندرا گاندھی نے اڑیسہ کے طوفان زدہ علاقوں کا دورہ کیا تو اُن کو ایک میمورنڈم اڑیسہ گورنمنٹ کی جانب سے پیش کیا گیا تھا جس میں کہا گیا ہے کہ:-

"۵۹ لاکھ لوگ طوفان سے متاثر ہوئے ہیں اور ۴۹۶۵ ہلاک ہوئے ہیں۔ آٹھ لاکھ ۴۵ ہزار مکانات تباہ ہوئے ہیں اور ۵۰ ہزار مویشی مر گئے ہیں۔"

(روزنامہ الجمعیۃ دہلی ۲۰ نومبر ۱۹۷۱ء صـ)

یہ سرکاری سطح پر دیئے گئے اعداد و شمار ہیں جن سے اس زبردست تباہی کا ایک موٹا اندازہ لگایا جا سکتا ہے جو عین حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق واقع ہوئی۔

مختلف امراض

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کو بذریعہ الہام ۲ مارچ ۱۹۰۰ء کو بتایا گیا کہ

"اَلْاَمْرَاضُ تُشَاعُ وَالنُّفُوْسُ تُضَاعُ۔" (تذکرہ صـ ۳۵۶)

یعنی بیماریاں پھیلیں گی اور جانیں ضائع ہوں گی۔ جیسا کہ میں نے "حقیقۃ الوحی" کی پیشگوئی کا ذکر کیا ہے، حضورؑ نے فرمایا ہے کہ

"نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہوں گی۔"

ان آفتوں میں سے تباہ کن امراض بھی ہیں جو کبھی تو ہیضہ اور انفلوئنزا کی شکل میں نمودار ہوئیں اور کبھی خوفناک طاعون کی صورت میں ظاہر ہوئیں۔ حضور علیہ السلام کی اس پیشگوئی کے مطابق ۱۹۱۸ء میں انفلوئنزا نے ایک وبا کی صورت اختیار کر لی۔ اور اس بیماری کی وجہ سے دو کروڑ آدمی دنیا بھر میں مر گئے۔ حالانکہ پہلی جنگِ عظیم میں صرف ساٹھ لاکھ کے قریب آدمی مرا تھا۔ گویا کل دنیا کی آبادی کا ڈیڑھ فیصدی حصّہ اس بیماری سے فنا ہو گیا۔ اور یہ بیماری دنیا کو قیامت کا یقین دلا گئی۔

دوسرے نمبر پر میں وہ پیشگوئی بیان کرتا ہوں جو انہیں ڈرانے والی آفتوں میں سے ایک زبردست آفت بن کر پھیل گئی۔ اور تمام اہلِ ہند کے لئے حجت بن گئی۔ اور وہ ہے مرضِ طاعون کے بارے میں پیشگوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۶ فروری ۱۸۹۸ء کے اشتہار میں اپنا یہ رؤیا شائع فرمایا کہ:-

"آج جو ۶ فروری ۱۸۹۸ء روز یکشنبہ ہے میں نے خواب میں دیکھا کہ خدا تعالیٰ کے ملائک پنجاب کے مختلف مقامات میں سیاہ رنگ کے پودے لگا رہے ہیں۔ اور وہ درخت نہایت بدشکل اور سیاہ رنگ اور خوفناک اور چھوٹے قد کے ہیں۔ میں نے بعض لگانے والوں سے پوچھا کہ یہ کیسے درخت ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ طاعون کے درخت ہیں۔ جو عنقریب ملک میں پھیلنے والی ہے۔"

یہ رؤیا اس وقت کا ہے جب ابتداء میں طاعون کا مرض صرف بمبئی میں ظاہر ہوا تھا۔ اور جس پر قابو بھی پا لیا گیا تھا۔ لیکن رؤیا کے مطابق یہ مرض جلد ہی پنجاب میں بھی آ گیا۔ اور ۱۹۰۲ء سے ۱۹۰۷ء تک کے زمانے میں انتہائی تباہ کن صورت اختیار کر گیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ پر ظاہر فرمایا کہ یہ طاعون آپ کے لئے ایک خدائی نشان ہے۔ جس سے آپ کے ماننے والوں اور نہ ماننے والوں میں امتیاز کیا جائے گا۔ اس سلسلہ میں حضورؑ نے ایک کتاب "کشتی نوحؑ" تصنیف فرمائی اور اپنی جماعت کو نصیحت کی کہ وہ ٹیکا نہ لگوائیں کیونکہ خدا تعالیٰ تمام دنیا کو نشان دکھلانا چاہتا ہے۔ اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے کلام میں یہ وعدہ ہے کہ:-

"اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ یعنی ہر ایک جو تیرے گھر کی چار دیوار کے اندر ہے اس کو بچاؤں گا۔ اس جگہ یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ وہی لوگ میرے گھر کے اندر ہیں جو میرے اس خاک و خشت کے گھر میں بود و باش رکھتے ہیں۔ بلکہ وہ لوگ بھی جو میری پوری پیروی کرتے ہیں، میرے روحانی گھر میں داخل ہیں۔" (کشتی نوح صـ ۲۲)

حضورؑ کی یہ پیشگوئی بھی نہایت شاندار اور واضح طور پر پوری ہوئی۔ پیشگوئی کے مطابق جبکہ پنجاب میں طاعون کا نام و نشان تک نہ تھا، یہاں شدید طاعون کا حملہ ہوا۔ ہزاروں دیہات، شہر اور قصبوں کے محلّے کے محلّے خالی ہو گئے۔ حتیٰ کہ بعض جگہوں پر لاشوں کو دفن کرنے والا کوئی آدمی نہیں ملتا تھا۔

اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ ۲۹ اپریل ۱۹۰۲ء کی رپورٹ کے مطابق اُس سال کے صرف آخیر مارچ تک طاعون سے مرنے والوں کی تعداد سولہ لاکھ چوراسی ہزار تک پہنچی۔ اس کے بعد کے اعداد و شمار الگ ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں لوگوں نے حق کو قبول کیا۔

اور پھر خدائے قادر نے جماعتِ احمدیہ کو مخالفین کی نسبت محفوظ رکھ کر یہ ثابت کر دیا کہ وہ باریک در باریک اسباب کا مالک ہے۔ پیشگوئی کے مطابق قادیان اس وباء کے تباہ کن اثرات سے محفوظ رہا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر میں کسی انسان کا اس مرض میں مبتلا ہونا تو دُور کی بات ہے، کبھی ایک چوہا بھی اس گھر کی چار دیواری میں نہیں مرا۔ اور یہ سب امور حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی صداقت کے بیّن اور زبردست ثبوت ہیں۔

دعائے مغفرت

افسوس کہ مکرم بشیر خان صاحب، صدر جماعت احمدیہ کیرنگ اچانک فالج کا حملہ ہونے پر صرف دس روز زیر علاج رہ کر خوردہ ہسپتال میں فوت ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کے فرزندگان اور بڑے بھائی مکرم مرزا شیر علی بیگ صاحب اور بھتیجے مکرم مرزا آدم علی بیگ صاحب اور دیگر لواحقین نے کافی علاج و معالجہ کیا۔ آخر مورخہ ۲۴ فروری بروز جمعرات صبح ۷ بجے اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے۔ نعش بذریعہ موٹر خوردہ سے لائی گئی۔ بعد نماز مغرب دلشاد تقریباً گیارہ صد افراد نمازِ جنازہ میں شریک ہوئے۔ بعد نمازِ جنازہ ۸ بجے شب سپردِ خاک کر دیا گیا۔ مرحوم نے اپنے پیچھے ایک بیوہ چار لڑکے اور چھ لڑکیاں بہت سے نواسے اور نواسیاں، پوتے اور پوتیاں چھوڑی ہیں۔

مرحوم نے کافی عرصہ تک صدر جماعت کا کام احسن رنگ میں انجام دیا۔ مرحوم کی مغفرت اور بلندیٔ درجات، نیز پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق ملنے کے لئے جملہ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار: سید فضل عمر کٹکی عفا اللہ عنہ
مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ مقیم کیرنگ (اڑیسہ)

اذکروا موتاکم بالخیر

ایک پاک نفس بزرگ درویش کا ذکرِ خیر

از محترم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز ناظر جائداد صدر انجمن احمدیہ قادیان

افسوس کہ محترم بابا محمد اسماعیل صاحب مرحوم قریباً تین ماہ کی مسلسل تکلیف کے بعد مورخہ ۱۱ر مارچ ۱۹۷۲ء کی صبح کو داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون

بابا صاحب موصوف ان ابتدائی ۳۱۳ درویشان میں سے تھے جو تقسیم ملک اگست ۱۹۴۷ء سے خدمتِ دینیہ کے لئے مرکز قادیان میں ٹھہرے رہے اور پورے صدق اور وفا کے ساتھ اپنے مقدس عہد کو پورا کر گئے۔ آپ کا آبائی وطن ضلع گورداسپور تھا اور آپ تقسیم سے قبل نصرت گرلز ہائی سکول میں بطور مددگار کارکن ملازم تھے۔

۱۹۶۲ء میں ملازمت سے ریٹائرڈ ہونے کے بعد بھی وہ ایک درویش کے طور پر مختلف جگہ خدمات سرانجام دیتے رہے۔ یہاں تک کہ ۱۹۶۸-۶۹ء میں بوجہ پیرانہ سالی کے ان کو ڈیوٹی سے فارغ کر دیا گیا۔

باباجی مرحوم نماز و روزہ کے پابند اور ایک تہجد گزار درویش تھے اور عبادت کے شوق کی وجہ سے اپنی عمر کے آخری کئی سال مسجد اقصیٰ میں منارۃ المسیح سے ملحقہ کمرہ میں قیام رکھتے رہے۔ آپ ایک کم گو اور صاف گو درویش تھے۔ اور اپنی نیکی تقوے اور امانت و دیانت کی وجہ سے تمام درویشان میں عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔

۱۹۵۱ء سے آخر تک اس بزرگ درویش کے ساتھ میرا قریب کا تعلق رہا۔ بلکہ یہ کہنا بجا ہوگا کہ باباجی ایک خاندان کے فرد کی حیثیت سے ہمارے پاس رہے اور انہوں نے مجھے گھر کے روزمرہ چھوٹے چھوٹے کاموں کے فکر سے آزاد کر دیا تھا۔

ان کا معمول تھا کہ گھر سے معلوم کر کے سودا سلف خود خرید لاتے۔ اور دو چار روز بعد جب مجھے فرصت میں پاتے حساب لکھا دیتے بعض اوقات تو وہ خود ہی اپنے پاس سے یا کسی سے ادھار رقم لے کر سودا خرید لاتے یا دوکاندار سے ادھار لے آتے اور مہینہ شروع ہونے پر حساب بیباق کر کے رقم لے لیتے

۱۹۵۳-۵۶ء کے عرصہ میں جبکہ خاکسار کے محترم والد صاحب مرحوم خاکسار کے پاس تھے اور بیمار لمزور اور چلنے پھرنے سے قدرے معذور تھے تو باباجی ان کی تیمارداری کرنے

پوری ذمہ داری سے میرے ساتھ تعاون کرتے رہے فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

باباجی مرحوم اگرچہ پڑھے لکھے نہیں تھے اور صرف اپنا دستخط کرنا جانتے تھے تاہم ان کی یادداشت اور حافظہ کافی تیز تھا اور عموماً زبانی حساب اتنا صحیح رکھتے تھے کہ بعض دفعہ تحریری حساب پر نظرِ ثانی کرنے کی ضرورت پیش آتی تھی۔

باباجی کا مشورہ گھریلو امور میں ہمیشہ ہمدردی اور زندگی کے تجربہ پر مبنی ہوتا تھا اور وقتاً فوقتاً قادیان سے باہر جانے کی صورت میں مجھے باباجی کی وجہ سے ہمیشہ اطمینان اور تسلی ہوتی۔ ہر گھر میں کبھی باہمی تلخی یا اختلاف ہو جاتا ہے۔ باباجی مرحوم میں یہ ایک قابلِ قدر خوبی تھی کہ گھر کی بات کبھی باہر نہیں کرتے تھے اُن کی بزرگی اور نیک صفات کی وجہ سے ہم کو ان پر پورا اعتماد تھا۔

باباجی کی عام صحت ۱۹۶۹ء تک بظاہر اچھی رہی ۱۹۷۰ء میں ان کو چند روز بخار اور کھانسی کی شکایت پر مقامی علاج کے بعد امرتسر برائے تشخیص اور علاج لے جایا گیا۔ X-Ray کروانے پر پھیپھڑوں میں نقص کا علم ہوا۔ چنانچہ کئی ماہ تک سلسلہ کے انتظام کے ماتحت علاج ہوتا رہا۔ جلسہ سالانہ ۱۹۷۰ء سے قبل باباجی ربوہ تشریف لے گئے اور جب چند ماہ بعد واپس آئے تو ان کی صحت تسلی بخش نظر آتی تھی مگر اس عرصہ میں بابا صاحب علاج چھوڑ چکے تھے کیونکہ ان کا خیال تھا کہ ان کو مکمل آرام آچکا ہے

ستمبر ۱۹۷۱ء میں جبکہ کشمیر میں صوبائی احمدیہ کانفرنس پر کئی ایک درویش جا رہے تھے تو باباجی نے بھی وہاں جانے کا پروگرام بنا لیا۔ مگر وہاں جا کر باباجی بیمار ہو گئے چنانچہ جب وہاں سے واپس آئے تو آپ پہلے سے کمزور اور بیماری کی حالت میں تھے آخر دسمبر ۱۹۷۱ء میں باباجی کو تکلیف زیادہ ہو گئی۔ مقامی طور پر جب ان کا پوری طرح معائنہ کروایا گیا تو پھیپھڑوں کی تکلیف یا کینسر کی مرض کا قوی شبہ پیدا ہوا۔ ۱۷ر جنوری کو مکرم باباجی کو امرتسر T.B ہسپتال میں داخل کروا دیا گیا مگر وہاں تین چار یوم کے قیام کے عرصہ میں باباجی کی کمزوری میں اضافہ ہوتا گیا۔ اور بے چینی بڑھتی گئی۔ اس لئے ۲۵ر جنوری

کو ان کو قادیان واپس لایا گیا اور روزانہ استعمال کی دوائی اور ٹیکے لا کر یہاں پر ہی علاج جاری رکھا گیا۔ یہاں پر علاج کے ساتھ ساتھ ان کی تیمارداری بھی امرتسر کے مقابل پر بہتر طور پر کی جاتی رہی۔ قریباً پونے دو ماہ کے عرصہ میں مکرم محمد شفیع صاحب درویش جو باباجی کے حقیقی بھانجے ہیں ان کو اور ان کی اہلیہ صاحبہ کو بھی باباجی کی خدمت کرنے کا موقع ملا۔ اس کے علاوہ مکرم عبدالکریم صاحب درویش ناصر آبادی اور مستری عبدالغفور صاحب درویش کی خدمت بھی شکریہ کی مستحق ہے اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے

مورخہ ۱۰ر مارچ کو باباجی کی حالت زیادہ خراب ہو گئی۔ زبان بند ہو گئی۔ سانس اکھڑ گیا اور آنکھیں پتھرا گئیں۔ مگر تین چار گھنٹوں کی کیفیت کے بعد پھر ان کی حالت معمول پر آ گئی۔

مگر غالباً یہ حالت صحت کی نہیں تھی بلکہ موت سے قبل کا آخری سنبھالا تھا۔ ۱۱ر مارچ کی صبح کو چار بجے آپ کی آخری گھڑی آ گئی اور وہ عالم فانی سے عالم جاودانی کو رخصت ہوئے۔

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

احباب دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے قرب میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور مرحوم کے جملہ لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے آمین

حالات کی غیر اختیاری مجبوریوں کے باعث ان کے بچوں کو ان کی آخری بیماری اور موت کی خبر نہیں پہنچائی جا سکی اور نہ ہی ان کے عزیزان آخری وقت میں ان سے ملاقات کر سکے۔ ان کے دو لڑکے نذیر احمد و عزیز عبدالسلام اور لڑکی ثریا بیگم ربوہ میں مقیم ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کا حافظ و ناصر ہو۔

مورخہ ۶ر مارچ کو

مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کا ایک ضروری تربیتی اجلاس

۶ر مارچ کا دن سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تاریخ میں نہایت اہمیت رکھتا ہے۔ اس لحاظ سے کہ اس دن اسلام کی حقانیت، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منجانب اللہ ہونے کے ثبوت میں خدا تعالیٰ کا ایک قہری نشان ظاہر ہوا۔ وہ نشان جس کا تعلق پنڈت لیکھرام کی درخواست پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیا گیا تھا جو انہی کی ذات کی نسبت انذاری پیشگوئی پر مشتمل تھا۔ جماعت کے نوجوانوں اور نونہالوں کو اس عظیم الشان نشان کی تفاصیل سے روشناس کرانے کے لئے مورخہ ۶ر مارچ بعد نماز عشاء مسجد اقصیٰ میں محترم مولانا محمد حفیظ صاحب بقاپوری کی صدارت میں ایک جلسہ کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں مکرم مولوی بشیر احمد صاحب ناصر اور مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد نے احباب جماعت کے سامنے مذکورہ پیشگوئی کے جملہ پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ اور خصوصاً نئی نسل کو اس نشان کی حقیقت اور اس کے پورا ہونے کی تفصیل سے آگاہ کیا۔ صدر محترم نے مزید مطالعہ اور تفصیلی معلومات حاصل کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب "حقیقۃ الوحی" نشان نمبر ۱۲۵ اور اسی طرح سلسلہ کی تاریخ "تاریخ احمدیت" جلد دوم کی طرف رجوع کرنے کی نوجوانوں کو رہنمائی فرمائی۔

اللہ تعالیٰ اس کے بہترین نتائج پیدا فرمائے۔ آمین

قائد مجلس خدام الاحمدیہ قادیان

ضروری تصحیح

بدر مجریہ ۱۶ر امان (مارچ) کے صفحہ ۶ پر "ذکر حبیب علیہ السلام" کے عنوان کے تحت کالم ۲ کی سطر ۱۷ پر جو حوالہ نقل کیا گیا ہے وہ "اصحاب احمد جلد چہارم" کی بجائے "سیرۃ مسیح موعود" مؤلفہ حضرت عرفانی صاحب سے ماخوذ ہے۔ احباب اس کی تصحیح فرما لیں

ایڈیٹر بدر

درخواستِ دعا

محترم برادرم ڈاکٹر میاں محمد طاہر صاحب ایم۔ ڈی پورٹ لینڈ (امریکہ) کی اہلیہ محترمہ ڈاکٹر جہاں آرا طاہر گزشتہ دنوں میں بعض معمولی عوارض سے بیمار رہیں۔ لیکن ایکسرے لینے پر معلوم ہوا ہے کہ ان کے پھیپھڑوں پر کچھ اثر نمودار ہے جس سے پریشانی ہے۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ محترمہ موصوفہ کی صحت کاملہ عاجلہ کیلئے دعا فرمائیں۔ خاکسار شیخ احمد گجراتی درویش

آل انڈیا ڈیوائن لائف کانفرنس

بقیہ از صفحہ اول

لوگ جنگی اکثریت ہندو بھائیوں کی تھی جھنڈے لئے اور بے ساختہ تالیاں پیٹتے تھے۔ حاضرین کی تعداد پانچ ہزار کے لگ بھگ تھی آپ نے فرمایا کہ وید اور گیتا میں کیا ہے۔ ہندو بھائیوں کو معلوم نہیں ہے۔ اور قرآن میں کیا ہے۔ مسلمانوں کو معلوم نہیں ہے۔ نہ ہندو بھائی اپنی تعلیم کو جانتے ہیں اور نہ مسلمان بھائی اپنی تعلیم کو جانتے ہیں۔ اس لئے دونوں قوموں میں ہمیشہ لڑائی جھگڑا ہوتا رہتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک وفد عیسائیوں کا آپ سے ملاقات کرنے آیا۔ دوران گفتگو انہوں نے کہا ہماری عبادت کا وقت ہو گیا ہے۔ ہم عبادت کرکے آئیں گے۔ آپ نے فرمایا ہماری مسجد میں ہی عبادت کر لیں۔ کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے بنائی گئی ہے۔ چنانچہ تاریخ میں آتا ہے کہ عیسائیوں کے اس وفد نے مسجد نبوی میں اپنے طور پر نماز ادا کی۔ ہندو ہوں یا مسلمان عیسائی ہوں یا بدھ مذہب کے ماننے والے۔ اپنی کتب کا مطالعہ کریں جب ہر ایک مذہب کے ماننے والے اپنی کتب پر چلیں گے تو ایک دوسرے سے محبت پیدا ہوگی اور ایک دوسرے کے قریب ہوتے جائیں گے۔ غرض مولانا صاحب کا طرز بیان کچھ اس قسم کا [illegible] اور دیدہ دلیری کے شوک کچھ اس طرح [illegible] کہ [illegible] کے دلوں میں تقریر [illegible] کی۔ تقریر اور جلسہ کے اختتام [illegible] شدت سے بڑھ کر [illegible] بے قابو ہو جائے۔ اور [illegible] کانفرنس کے والنٹیر مولانا صاحب کے ارد گرد ایک کورڈن بنا کر [illegible] لے گئے۔ غرض اس عظیم الشان [illegible] لوگوں کی جو کیفیت تھی وہ دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی

آپ کی تقریر کے اختتام پر صدر جلسہ [illegible] چدانند جی مہاراج جو ڈیوائن لائف کانفرنس کے پریذیڈنٹ اور سربراہ ہیں نے مولوی صاحب کو خراج تحسین ادا کیا۔ اور مولانا صاحب کا بار بار شکریہ ادا کیا۔ اور کہا کہ ہمارے گیان میں مولوی صاحب کی تقریر سے بہت اضافہ ہوا۔ اور ہم مولوی صاحب سے بہت [illegible] کہ ہمارے ہندو بھائی وید گیتا کی تعلیم کو اچھی طرح سمجھتے نہیں۔ انہوں نے سامعین کو نصیحت کی کہ مولانا صاحب کی نصیحت پر عمل کریں اور اپنے دھرم پستکوں کو پڑھیں۔ اور ایک دوسرے سے بھائی چارہ کریں۔ اس مہا دیش میں کیا ہندو کیا مسلمان کیا عیسائی اور کیا سکھ سب بھائی بھائی ہیں۔ ایک دوسرے سے پریم اور محبت سے رہیں اور ایک دوسرے کی تعلیم سے واقفیت حاصل کریں۔ چدانند جی مہاراج بھی بڑے عالم شخص ہیں۔ اور بڑے مذہبی آدمی ہیں انکے پیرو انکی بڑی عزت کرتے ہیں۔ ان کا یہ ادارہ رفاہ عام کی خدمت میں مصروف رہتا ہے۔ چنانچہ کٹک میں انہوں نے ایک ایک آپریشن کیمپ کھولا جس میں ۸۰ کے قریب نابینا لوگوں کی آنکھوں کا آپریشن کیا گیا۔ اور ان کی خاص خدمت کی گئی۔ ہندوستان بھر میں یہ لوگ غیر متعصب ہیں۔ اور خلق خدا سے ہمدردی کرنا ان کا شیوا ہے۔

احباب کرام دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مولانا صاحب کی تقریر کا اچھا اثر پیدا کرے۔ آمین

مورخہ ۲۲-۲-۷۶ کو مولانا صاحب کو تین بجے بذریعہ ہوائی جہاز دہلی جانا تھا اس لئے مولانا صاحب نے مسٹر چنتا منی جنرل سیکرٹری سے اجازت چاہی کہ انہیں رخصت دی جائے۔ چنتا منی جی نے کہا کہ آپ کل بھی یہاں تشریف لائیں۔ اور ہمیں درشن سے نوازیں امیر مولوی سید غلام الدین صاحب نے فرمایا کہ اگر مولوی صاحب کو تقریر کا موقعہ دیا جائے تو وہ اس میں حاضر ہو سکتے ہیں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ وہ ضرور کوشش کریں گے سو الحمد للہ کہ مولانا صاحب کو تقریر کا موقعہ ملا آپ بھو بنیشر سے صبح دس بجے کٹک پہنچ گئے اور گیارہ بجے دن کے آپ کو موقعہ دیا گیا۔ آج کے دن کی تقریر پچھلے دن کی تقریر سے اثر میں بڑھ کر [illegible] اور سامعین نے پورے انہماک اور دلچسپی سے سنی۔

آپ کی تقریر سے قبل جماعت اسلامی کے نمائندے مولوی محمد یوسف صاحب دہلوی نے اپنا لکھا ہوا مضمون اسلامی تعلیم بزبان انگریزی پڑھ کر سنایا جس میں بار بار انہوں نے ختم نبوت کی بحث پر زور دیا اس پر مولانا صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بلکہ نبیوں کا سرتاج مانتے ہیں۔ لیکن یہ نہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ جب تاریکی آتی ہے تو روشنی آتی ہے اسی طرح جب مذہبی دنیا میں گراوٹ ہوگی تمبد [illegible] ہیں اور اہل بم [illegible] اب [illegible] دنیا میں دھرم کا ناش ہو گیا ہے۔ اور یہ جنگ کا یگ ہے جس کی نشانی گیتا اور ویدوں میں ہے۔ اس زمانہ میں ایک تغیر ہونے والا ہے۔ جس کی چتاونی حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام نے ۱۹۰۵ء میں خدا سے حکم پاکر پیشگوئی فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک بہت بڑی جنگ ہوگی جس میں دنیا دو حصوں میں تقسیم ہو جائے گی ایک کیمپ کمیونسٹ سسٹم پر چلے گا۔ اور دوسرا سرمایہ داری کی سسٹم پر چلے گا۔ ان دونوں بلاکوں (Blocks) کے درمیان شدید جنگ ہوگی اور یہ دونوں بلاک تباہ و برباد ہو جائیں گے لیکن ہمارے بھارت ورش کے باشندے اگر چاہیں تو اس تباہی سے بچ سکتے ہیں۔ وہ یہ کہ اگر وہ مسلمان ہیں تو سچے مسلمان بنیں اور اسلام کی سچی تعلیم عمل پیرا ہوں۔ اگر ہندو ہیں تو اپنی دھرم پستکوں پر سچے دل سے کاربند ہوں۔ اگر عیسائی ہیں تو بائیبل پر کاربند ہوں۔ سچائی کو اختیار کریں۔ اور اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کریں۔ ورنہ خدا تعالیٰ کا غضب انہیں بھی اپنی لپیٹ میں لے لے گا مولانا صاحب نے فرمایا کہ مسلمانوں کا عقیدہ جہاد اور احمدیوں کے عقیدہ جہاد [illegible] میں بہت بڑا اور نمایاں فرق ہے۔ ہم سمجھتے ہیں قرآن سے جہاد کرو تلوار سے نہیں۔ اسلام کی جتنی جنگیں ہوئیں ہیں وہ سب اپنے دفاع کے لئے ہوئی ہیں۔ عام مسلمانوں کا عقیدہ اور ان کے مولویوں کا عقیدہ تکفیر کے بارے میں اسلامی تعلیم کے برعکس ہے۔

مولانا صاحب کی تقریر کے بعد چدانند جی مہاراج نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن سے میں مولانا صاحب کا شکریہ ادا کر سکوں موصوف نے حضرت محمد صلعم کے بارے میں یہ جو کہا ہے کہ وہ بہت بڑے نبی ہیں اور یہ کہ ان کے بعد رشی منی اور اوتار آنحضرت کم درجے کے آ سکتے ہیں۔ یہ بالکل صحیح معلوم ہوتا ہے۔ یہ اس طرح کہ آپ نے تاریخ میں پڑھا ہوگا کہ برطانیہ کے فرمانروا جارج پنجم کے لڑکے جنہیں پرنس آف ویلیس (ولی عہد) [illegible] کہا جاتا ہے۔ ہندوستان آئے کہ اب تو وہ پھر نہیں آئیں گے۔ لیکن ان کے ایلچی یا ان کی کمشنر تو آ سکتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح حضرت محمد صاحب صلعم اگر دوبارہ نہیں آ سکتے تو ان کا کوئی ایلچی یا کمشنر رشی منی انہیں کی غلامی میں کیوں نہیں آ سکتا۔ مولانا صاحب کی بات سب ہی معقول ہے ہمیں چاہئے کہ ہم اسکو اپنے دل میں بٹھائیں اور اس پر عمل کریں مولوی صاحب کی باتوں کو سننے کے لئے [illegible] کہیں ہمارا جلسہ ہوگا ہم انہیں بلائیں گے۔

غرض خدا کا [illegible] شکر ہے ڈیوائن لائف کانفرنس میں خدا نے مولانا صاحب کو توفیق بخشی کہ ہزاروں مخلوق خدا کو اسلام کی سچی تعلیم کی طرف توجہ دلائی۔ الحمد للہ۔

اس موقعہ پر خدام الاحمدیہ کٹک اور بھوبنیشر نے بہت ہی گراں قدر خدمت سرانجام دیں ایک طرف تو وہ ڈیوائن لائف کانفرنس کے والنٹیر بنے۔ جنہیں بیج (Badge) بھی ملا۔ مزید برآں انہوں نے احمدیہ بک اسٹال کھولا۔ اور مفت و قیمتاً لٹریچر تقسیم کیا۔ بک اسٹال پر ہر وقت لوگوں کا ہجوم رہتا تھا اکثر دوستوں نے قرآن مجید و [illegible] بڑی بڑی کتب کے خریدنے کی خواہش کی۔ [illegible] ہمارے پاس نہیں تھیں۔ تاہم کافی کتب فروخت ہوئیں۔

بزرگان سلسلہ درویشان قادیان اور دیگر احباب کرام سے درخواست دعا ہے کہ اللہ جل شانہ اپنا جلال اڑیسہ کی سرزمین پر دکھائے۔ اور یہاں کی جماعتوں کو خدمت دین کی توفیق بخشے اور وہ دن جلد پیدا کرے جب کہ اسلام کی تعلیم کو لوگ اپنائیں۔

آمین۔

یارب العالمین

مالی سال کا آخری مہینہ

۳۰ اپریل ۱۹۸۰ء کو مالی سال ختم ہو رہا ہے۔ اس لئے نظارت ہذا جملہ احباب جماعت اور عہدیداران مال جماعت کرام سے درخواست کرتی ہے کہ وہ اپنی دیگر مصروفیات سے وقت نکالتے ہوئے۔ اس اہم امر کی طرف بھی فوری توجہ فرمائیں۔ اور کمی بجٹ کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔

احباب جماعت کو چاہیئے کہ وہ ہمیشہ اس عہد کو سامنے رکھیں کہ "میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا" جب آپ اس پر عمل فرمائیں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے دروازے آپ پر کھل جائیں گے۔

بس خوش قسمت ہیں وہ احباب جو دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے خدا تعالیٰ کے دین کے لئے اپنے کئے ہوئے وعدوں کو پورا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے آمین

ناظر بیت المال آمد قادیان

آج کی انسانیت ــــ اور ــــ اسلام

از مکرم مولوی بشیر احمد صاحب بانگر وی مبلغ جماعت احمدیہ سملیبر (بہار)

آج کل زمانوں میں اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ جب کسی نے تبلیغ کی اس نے فوراً انسانیت کا دعویٰ کر کے اپنی صفائی و پاکدامنی کا اظہار کیا۔ اور ایسی انسانیت کو پیش کیا جو بالکل بے معنی اور بے دلیل ہوتی ہے۔

بعض نے کہا کہ اگر انسان میں انسانیت آ جائے تو اس نے سب کچھ پا لیا۔ بعض نے کہا اگر انسان میں سچائی ہے تو اسے کسی مذہب کی ضرورت نہیں۔ بعض نے کہا اگر انسان میں محبت و ہمدردی ہے تو وہ کامیاب ہے۔ اس کو کسی مذہب کی ضرورت نہیں۔ پھر بعض کی طرف سے یہ خیال پیش کیا گیا کہ دنیا میں انسانیت ہی اصل چیز ہے۔ خدا کوئی چیز نہیں ہے تمام مذاہب کا مجسمہ انسانیت ہی ہے۔ اگر کسی انسان میں اس نوع کی اخلاقی خوبیاں پائی جاتی ہوں کہ وہ بہن کو بہن سمجھے اور بیٹی کو بیٹی، ماں کو ماں سمجھے اور بیوی کو بیوی، انسان کو انسان سمجھے اور ایک دوسرے سے ہمدردی کرے اچھے اخلاق سے پیش آئے تو اس نے انسانیت کا جامہ پہن لیا پھر اس کو کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ انسان کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ جھوٹ کو چھوڑ دے بے ایمانی کو ترک کر دے ڈاکہ زنی نہ کرے کسی کا مال غصب نہ کرے۔ زناکاری نہ کرے حتیٰ کہ کوئی کسی قسم کی برائی نہ کرے تو وہ انسانیت میں آ جاتا ہے۔ گویا کہ جتنے منہ اتنی باتیں۔

جب ایسے سوال درپیش ہوتے ہیں تو ان سے پہلا سوال یہ کیا جاتا ہے کہ جھوٹ فریب جوا بازی چوری اور زناکاری کی شناخت کس نے کرائی ہے؟ ذرہ غور سے سوچیں اور یہ دیکھیں کہ یہ شناخت کہاں سے پیدا ہوئی برائیوں کو برائی کیوں کہا جاتا ہے؟ جب آپ ٹھنڈے دل سے غور کریں گے تو معلوم ہو جائے گا کہ ان کے پیچھے تمہیں خدا تعالیٰ کی ہستی کارفرما نظر آئے گی۔ خواہ برائی ہو یا بھلائی یہ اسی وقت سے پیدا ہوئی ہیں جب سے انسان پیدا ہو رہا ہے۔ یہ کیوں انسان کے ذریعہ پیدا ہوئیں۔ اس لئے کہ خدا تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت ظاہر ہو ... جو برائی کو چھوڑ کر بھلائی کی طرف مائل ہو گا۔ تو ضرور ہے کہ اس ہستی کی طرف جھک جائے اور اس سے اپنی ضروریات طلب کرے۔ اگر وہ اس ہستی کی طرف نہیں جھکتا تو مانند ایک حیوان کے ہے۔ جس کو بھلائی برائی کی کوئی پہچان نہیں اور کوئی بھی انسان ایسے انسان کو قابل تعرض نہیں سمجھتا۔

دوسرا سوال ایسے حضرات سے یہ ہوتا ہے کہ اگر انسان برائیوں کو چھوڑ کر اچھے اچھے کام کرنے لگ جاتا ہے۔ کسی سے ہمدردی کرتا ہے۔ کسی سے محبت کا اظہار کرتا ہے کسی کی مدد کرتا ہے۔ حقوق العباد کے تمام مراحل ادا کرتا ہے۔ تو سوچو کہ اس کے دل میں یہ ہمدردی بھلائی کہاں سے پیدا ہو گئی۔ اور ان کی کیسے شناخت ہوئی کہ یہ برائی ہے اور یہ بھلائی ہے۔ اور اس برائی اور بھلائی کا فائدہ کیا ہے۔ کیونکہ بغیر فائدہ کے تو انسان ایک ذرہ بھر بھی ہاتھ پاؤں ہلانے کو تیار نہیں۔ مثلاً کوئی غریب بھوکا مر رہا ہے۔ اور کسی نے اس کو کھانا کھلا دیا۔ تو کھانا کھلانے والے کو کیا فائدہ ہوا۔ اور کوئی بیمار رہے اور اپنی بیماری سے لاچار رہے۔ اگر کسی صاحب حیثیت نے اس کا علاج کروا ہی دیا۔ تو اس کو یعنی علاج کروانے والے کو کیا فائدہ ہوا۔ اس بیمار سے علاج کروانے والا کیا فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔

پھر ہر مذہب نے کسی نہ کسی رنگ میں اپنے متبعین کے لئے عبادت کو لازم قرار دیا ہے۔ اگر انسانیت ہی کامیاب اور کامران ہے تو کسی کو عبادت کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اور عبادت کرنے سے فائدہ ہی کیا ہے اگر آجکل ایسی انسانیت ہی کامیاب تھی تو پھر ان رشتوں ناطوں کے قائم کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس برائی اور بھلائی اور ان رشتوں ناطوں کی قیود کے پیچھے کوئی قائم کرنے والا وجود لازماً موجود ہے جس نے اس نظام کو قائم کیا ہے اور جو ہر آن اپنی ہستی کا ثبوت دے رہا ہے۔ برائی اور بھلائی پیدا کرنے کا مقصد ہی یہی ہے کہ الٰہی نظام قائم ہو چونکہ یہ نظام جب سے دنیا قائم ہے ساتھ ساتھ چلتا چلا آ رہا ہے۔ برائی کو مٹانے اور بھلائی کو قائم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ ہر دور میں انسانوں میں سے اپنا مظہر بنا کر بھیجتا رہا ہے۔ جو ہر قسم کی برائی کو مٹاتے رہے۔ اور بھلائی قائم کرتے رہے اور اس میں وہ کامیاب اور کامران ہوتے رہے انسانیت کا دعویٰ کرنے والے ہمیشہ ہی ان کے قائم کردہ نظام کو ختم کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے چلے گئے اور ہر جگہ ناکام اور نامراد رہے۔ لیکن ان کا کوئی نام لیوا بھی نہیں رہا اگر وہ فی الواقع انسانیت کے جامہ میں ہوتے تو ضرور تھا کہ آج ان کے ساتھی ان کی طرف منسوب ہونے کا دعویٰ کرتے۔ مگر کوئی نہیں کہ کسی نے ایسا کیا ہو اس کے برعکس ہر نیک آدمی جس نے آکر برائی بھلائی کی شناخت اور پہچان کرائی ہے۔ ہر انسان ان کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنے کا د[illegible] کر رہا ہے۔

پس ہر وہ نیک آدمی جس نے برائی کو ختم کیا۔ اور بھلائی کو قائم کیا اس نے بڑی بڑی کٹھنائیوں اور آزمائشوں میں کامیاب ہو کر بتا دیا کہ فقط انسانیت کچھ نہیں کر سکتی جب تک اس کے پیچھے خدا تعالیٰ کی ہستی کام نہ کر رہی ہو اور ہر برائی کو چھوڑ دینے سے انسانیت کچھ نہیں کر سکتی جب تک کہ اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال نہ ہو۔ اور نہ ہی ایسی سچائی انسانیت کو قائم کر سکتی ہے۔ جب تک کہ سچائی کے پیچھے ایک سچے خدا کا تعلق نہ ہو اور یہ سب باتیں آج صرف اور صرف اسلام ہی سکھاتا ہے کہ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی واحد پاک ذات کا تعلق ہے۔ جس نے خود کہا ہوا ہے۔

ومن یبتغ غیر الاسلام دینا

کہ کبھی انسانوں کی ایسی انسانیت ایسی سچائی اور ہمدردی کام نہیں دے سکتی جب تک کہ اسلام میں آکر مجھ کو تلاش نہ کرے اور وہ بھلائی سچائی ہمدردی کی باتیں حقیقی طور پر نصیب نہیں ہو سکتی جب تک کہ اسلام کے دامن سے اپنے آپ کو وابستہ نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ ہر کسی کو اس نعمت لازوال سے متمتع ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین

حیدرآباد میں اجتماعی پکنک کا پروگرام

۱۲ امان (مارچ) بروز اتوار جماعت احمدیہ حیدرآباد نے اجتماعی پکنک منائی مکرم الحاج سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد کی ہدایات کے مطابق بروز جمعہ محترم سیکرٹری صاحب امور عامہ نے احباب جماعت میں اعلان کروا دیا۔ چنانچہ محترم امیر صاحب اراکین مجلس عاملہ اور دوسرے احباب جماعت اور بچے کاروں، موٹر سائیکلوں کے علاوہ ایک بھری ہوئی لاری کے ذریعہ سے عثمان ساگر (Gundi Paith) پہنچ گئے۔ سکندرآباد سے بھی محترم سیٹھ علی محمد صاحب الہ دین۔ سیٹھ یوسف الہ دین اور جناب حافظ صالح محمد الہ دین مکرم بشیر الدین الہ دین کے علاوہ دوسرے احباب بھی تشریف لائے۔

اجتماعی دعاؤں کے ذریعہ سے اس پروگرام کا آغاز ہوا مقام پکنک پر ہی خدام نے بہت لذیذ اور عمدہ کھانا محترم بڑے بھائی احمد حسین صاحب کی زیر نگرانی تیار کیا۔ اور اجتماعی دستر خوان پر جملہ بچوں و احباب کو کھلایا گیا۔ علاوہ ازیں اخبار "رہنمائے دکن" کے سب ایڈیٹر اور بعض دوسرے غیر احمدی احباب جو بطور مہمان ساتھ تھے۔ انہیں مفصل طور پر تبلیغ بھی کی گئی۔ وہ بہت متاثر ہوئے۔ نیز قائد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ کھانا کھلانے اور دینی مشاغل میں حصہ لینے کی بہتر رنگ میں نگرانی فرماتے رہے۔ اور خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام اردو، تلگو، انگریزی زبانوں میں شائع شدہ کافی تعداد میں لٹریچر سیاحوں میں تقسیم ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ پکنک روحانی اور جسمانی اعتبار سے بہت بابرکت ثابت ہوئی۔

اللہ تعالیٰ اس کے بہترین نتائج ظاہر فرمائے۔ حیدرآباد سکندرآباد میں بہت سے احمدی بچے اور بچیاں عنقریب مختلف امتحانات میں شریک ہو رہے ہیں عاجزانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو نمایاں کامیابی عطا فرمائے اور دین کا سچا خادم بنائے آمین

خاکسار

عبدالحق فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

افسوس مولوی عبید الرحمٰن صاحب فانی وفات پاگئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ

قادیان ۱۵ مارچ (امان)۔ افسوس! مکرم مولوی عبید الرحمٰن صاحب فانی مبلغ مغربی بنگال طویل علالت کے بعد آج رات امرتسر وی۔ جے ہسپتال میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم کو جگر اور معدہ کی ایک عرصہ سے تکلیف تھی۔ امسال جلسہ سالانہ کے موقعہ پر تشریف لائے۔ بیماری کی شدت کے پیشِ نظر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے انہیں امرتسر وی۔ جے ہسپتال میں داخل کرواکر خاطر خواہ علاج معالجہ کا اہتمام فرمایا۔ دس بارہ روز بے حس و حرکت لیٹے رہے۔ قادیان سے گئے نوجوانوں نے دن رات تیمار داری کی۔ ڈاکٹری مشورہ پر جب مرحوم کو خون دینے کی ضرورت پیش آئی تو انہیں نوجوانوں نے اپنے مبلغ بھائی کے لئے خون بھی پیش کیا۔ ہسپتال کا عملہ اور مرکزی تنظیم کی ہر چند کوشش کے باوجود خدا کی تقدیر غالب آئی۔ اور مرحوم جانبر نہ ہوسکے۔ آخر ۱۴ مارچ کے پچھلے پہر داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ تیمار دار نوجوان بذریعہ ٹیکسی مرحوم کا جنازہ قادیان لائے اور بعد تجہیز و تکفین ساڑھے دس بجے صبح احاطہ لنگر خانہ میں حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل نے درویشان کی بھاری تعداد سمیت نمازِ جنازہ ادا کی۔ موصی ہونے کے سبب مرحوم کو بہشتی مقبرہ میں سپردِ خاک کیا گیا۔

مرحوم مشرقی بنگال کے چٹاگانگ کے نواحی قصبہ گلس بازار کے رہنے والے تھے۔ اور پیر خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ اگست ۱۹۴۶ء میں اپنے خاندان میں سے اکیلے کو قبولِ احمدیت کی سعادت حاصل ہوئی۔ جلد ہی حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تحریک پر دیہاتی مبلغین کلاس میں شامل ہوگئے۔ تقسیم ملک کے وقت قادیان ہی میں قیام کو ترجیح دی اور اس طرح ابتدائی درویشان میں شامل ہونے کی سعادت پائی۔ بڑے صبر و استقلال سے دن گذارے۔ پھر مغربی بنگال میں بطور مبلغ بھیجے جانے پر ایک لمبے عرصہ تک اعلائے کلمۃ اللہ کے فریضہ کو خوش اسلوبی سے سرانجام دیا۔ بڑے ہنس مکھ، شگفتہ مزاج اور تبلیغ میں حاضر جواب تھے۔ نوجوانی کے عالم میں اللہ کو پیارے ہوگئے۔ مرحوم نے ایک نوجوان بیوہ کے علاوہ پانچ بچے اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔

ادارہ بدر مرحوم کے جملہ لواحقین کے ساتھ دلی ہمدردی اور تعزیت کرتے ہوئے دعا گو ہے کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے، درجات بلند کرے اور پسماندگان کا ہر طرح حامی و ناصر ہو۔ اور ان کی کفالت کے سامان پیدا کرے اور اولاد کو اپنے مرحوم والد کے نقشِ قدم پر چلتے رہنے کی توفیق دے آمین ؁

دعائے مغفرت

میرے خسر محترم جناب محمد طاہر صاحب قریشی بریلوی اچانک دماغ کی رگ پھٹ جانے کے سبب چند یوم کی علالت کے بعد یکم مارچ ۱۹۷۲ء کو اپنے مولائے حقیقی سے جاملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ درجات کو بلند کرے، اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے آمین۔

خاکسار: (ڈاکٹر) محمد عابد قریشی از شاہجہان پور۔

ایک صالحہ خاتون کا انتقال

یہ خبر افسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ مکرم میرابراہیم صاحب حوالدار پنشنر ساکن موضع پٹھانہ تیر تحصیل مینڈھر دھرمسال (علاقہ پونچھ۔ جموں) کی اہلیہ محترمہ حسن بی بی صاحبہ ۳ مارچ کو بعمر اکہتر سال وہاں وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ان کی یادگار حوالدار محمد بشیر صاحب (متعین گوا) اور عزیز محمد سلیم صاحب، اور عزیزہ سلیمہ بیگم صاحبہ ہیں۔

مرحومہ نمازی بلکہ باقاعدہ تہجد گزار تھیں۔ اور غلبۂ اسلام، حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و درازیٔ عمر اور اپنی اولاد کے خادمِ دین ہونے کے لئے دعائیں کرتی تھیں اور دیگر افرادِ خاندان کو بھی نماز و تہجد کی تاکید کرتی رہتی تھیں۔ باوجود اَن پڑھ ہونے کے تبلیغِ احمدیت کا شغف پایا تھا۔ ہمسایہ خواتین کو احمدیت کے متعلق اعتراضات کے شافی جواب دیتی تھیں۔ خندہ روئی اور نرم خوئی، سادہ خوراک و پوشاک کو ترجیح دینا اور اپنے خاوند سے ہمیشہ اطاعت و نرمی سے پیش آنا۔ صدقہ و خیرات اور راہ گیروں اور مسافروں کی تواضع کی طرف خاص طور پر توجہ دینا یہ آپ کے خاص اوصاف تھے۔ بوقتِ وفات بھی مرحومہ کی زبان پر دعائیں جاری تھیں۔ مرحومہ کی ترقیٔ درجات اور غمزدہ خاوند اور اولاد کو صبرِ جمیل عطا ہونے کے لئے احباب دعا فرمائیں۔ خاکسار: ملک صلاح الدین ایم۔ اے قادیان۔

درخواست ہائے دعا

★ — مورخہ ۴ امان (مارچ) کو خاکسار کے ہاں ایک لڑکا اور ایک لڑکی توام تولد ہوئے جن میں سے بچی پیدائش کے معًا بعد فوت ہوگئی۔ جملہ احباب اور بزرگانِ سلسلہ کی خدمت میں عزیز نومولود کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور نیک، صالح اور خادمِ دین بننے کے لئے دعاؤں کا خواستگار ہوں۔ خاکسار کی اہلیہ کی صحت زچگی کے باعث بہت زیادہ کمزور ہوگئی ہے ان کی صحت و شفایابی کے لئے بھی دعاؤں کا محتاج ہوں۔

★ — مکرم مستری عبد الغفور صاحب درویش کی اہلیہ کچھ عرصہ سے بندش پیشاب کی تکلیف میں مبتلا ہیں چند روز ہسپتال میں زیرِ علاج رہیں اور اب گھر پر علاج ہو رہا ہے۔ جس سے تکلیف میں پہلے سے افاقہ ہے۔ کامل و عاجل شفایابی کے لئے جملہ احبابِ جماعت کی خدمت میں دعاؤں کی درخواست ہے۔

خاکسار: فتح محمد نانبائی درویش قادیان۔

★ — خاکسار کے بڑے بھائی مکرم سید محمد زکریا صاحب اِن دنوں بعارضہ چوندھش علیل ہیں۔ موصوف کی کامل و عاجل صحت و شفایابی کے لئے احبابِ کرام اور بزرگانِ سلسلہ کی خدمت میں دعاؤں کا خواستگار ہوں۔ خاکسار: سید محمد موسیٰ مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم کٹک۔

★ — خاکسار کی والدہ صاحبہ عرصہ دراز سے بیمار چلی آرہی ہیں۔ تمام احباب کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ مولا کریم والدہ صاحبہ کو کامل صحت عطا فرمائے نیز جملہ پریشانیوں کو دور فرمائے آمین

خاکسار: محمد یوسف انور متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان۔

★ — مکرم مرزا احمد بیگ صاحب حیدر آباد ان دنوں زیادہ علیل ہیں چند روز سے عثمانیہ ہسپتال میں داخل کروا دیئے گئے ہیں کمزوری اور نقاہت بہت بڑھ رہا ہے۔ بزرگانِ سلسلہ و احباب کی خدمت میں درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ موصوف کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ اِس سلسلہ میں موصوف کے صاحبزادہ مرزا شریف احمد بیگ صاحب نے مندرجہ ذیل مدات میں چندہ ادا کیا اللہ تعالےٰ قبول فرمائے۔ اعانتِ بدر ۵/- روپے۔ درویش فنڈ ۵/- روپے۔ میزان = ۱۰/- روپے

★ — خاکسار کی بچی عزیزہ امۃ العزیز سلمہا امسال میٹرک کا امتحان دے رہی ہے۔ مبلغ ۵/- روپے مد اعانتِ بدر میں ادا کرتے ہوئے عزیزہ کی نمایاں کامیابی کے لئے جملہ احباب و بزرگانِ سلسلہ کی خدمت میں دعاؤں کا خواستگار ہوں۔ خاکسار: عبد الحق فضلی مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ حیدر آباد۔

اداریہ — بقیہ ص (۱)

اس اعلان میں جن شرائطِ بیعت کا ذکر ہے وہ حضورؑ نے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کے اشتہار "تکمیلِ تبلیغ" میں شائع فرمائیں، اسی اشتہار میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی پیدائش کی اطلاع بھی شائع فرمائی۔ جو اسی روز پیدا ہوئے تھے۔ گویا جس روز پسرِ موعود (مصلح موعود) کی پیدائش ہوئی اسی روز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شرائطِ بیعت کا اعلان فرماکر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بنیاد رکھی اور مخلصین کو بیعت کے لئے مدعو کیا۔ چنانچہ جیسا کہ پہلے بیان ہوا ۲۲ مارچ ۱۸۸۹ء کو پہلی بیعت ہوئی۔ اور سلسلہ احمدیہ کا باضابطہ آغاز ہوا۔ حضرت مولوی عبد اللہ صاحب سنوریؓ (صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کی روایت کے مطابق پہلے دن جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیعت لی تو اس وقت بیعت کے الفاظ یہ تھے :-

"آج میں احمد کے ہاتھ پر اپنے تمام گناہوں اور خراب عادتوں سے توبہ کرتا ہوں جن میں مَیں مبتلا تھا اور سچے دل اور پکے ارادہ سے عہد کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے اپنی عمر کے آخری دن تک تمام گناہوں سے بچتا رہوں گا۔ اور دین کو دنیا کے آراموں اور نفس کی لذات پر مقدم رکھوں گا۔ اور ۱۲ جنوری کی دس شرطوں پر حتی الوسع کاربند رہوں گا اور اب بھی اپنے گزشتہ گناہوں کی خدا تعالےٰ سے معافی چاہتا ہوں۔ استغفر اللہ ربی۔ استغفر اللہ ربی۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ و اشھد ان محمدًا عبدہ و رسولہ رب انی ظلمت نفسی و اعترفت بذنبی فاغفر لی ذنبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت۔"

یہ ہے ۲۲ مارچ کے دن کی تاریخی حیثیت۔ آئیے! اس موقعہ پر ہم پھر اُس عہد کی دل سے تجدید کریں جو دس شرائطِ بیعت میں تفصیلاً اور مذکورۃ الصدر الفاظِ بیعت میں مختصرًا مذکور ہے ؁

مبلغین و معلمین کرام کی خاص توجّہ کے لئے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ کے بابرکت دورِ خلافت میں دینی تحریکات کا ایک زندہ سلسلہ جاری ہے۔ جن میں تربیتی، تعلیمی، اخلاقی و اقتصادی ہر پہلو کو مدِّ نظر رکھا گیا ہے۔ تبلیغ و اشاعتِ اسلام کے لئے قربانیوں کا ایک نیا دَور شروع ہو چکا ہے۔ اس سلسلہ میں حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ:-

"اے احمدی بچو! اے مردو! اور اے عورتو! یہ وہ انعام ہے جو اللہ تعالےٰ تمہیں دینا چاہتا ہے۔ تم اس کے لئے مالی اور رُوحانی قربانی کا ایسا اعلیٰ نمونہ پیش کرو کہ تم ہی اعلےٰ انعام کے حقدار قرار دیئے جاؤ۔"

سیّدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ:-

"میں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ جلد اس وقف کی طرف توجہ کرے اور اپنے آپ کو ثواب کا مستحق بنائے۔ یہ سنت کا ثواب ہے جو انہیں مل رہا ہے۔"

اس سلسلہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے مبلّغین کو اس طرف توجہ دلاتے ہوئے ایک موقعہ پر فرمایا کہ:-

"میں مبلّغین کو توجہ دلاتا ہوں کہ تم جماعتوں کو منظم کرو۔ ان جماعتوں کے چندوں کو بڑھانے کی کوشش کرو۔ یہاں تک کہ سال کے بعد جب جماعتوں کا بجٹ آئے تو ہم اُسے دیکھ کر یہ کہہ سکیں کہ ان جماعتوں کے چندوں میں اتنی زیادتی ہو گئی ہے کہ ہم نیا معلّم آسانی سے رکھ سکتے ہیں۔"

میں امید کرتا ہوں کہ آپ وقفِ جدید کے چندوں کی وصولی کے سلسلہ میں مقامی سیکرٹریان وقفِ جدید و سیکرٹریانِ مال سے تعاون فرمائیں گے۔

اللہ تعالےٰ آپ کو توفیق بخشے آمین۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

درخواستِ دُعا

خاکسار کی ہر دو اہلیہ بالعموم بیمار رہتی ہیں۔ اہلیہ دوم کا ڈیڑھ سال قبل پتھری اور پِتّہ کا اپریشن ہوا تھا۔ اس وقت سے مختلف عوارض کا شکار ہیں۔ احباب ہر دو کی صحت عاجلہ و کاملہ کے لئے اور مجھے خدمتِ سلسلہ کی توفیق ملنے کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار: ملک صلاح الدین ایم۔ اے قادیان۔

بقیہ اخبارِ احمدیہ

اور ۲۹ مارچ سے میٹرک کے امتحانات شروع ہوں گے۔ ہمارے بہت سے بچے اور بچیاں یہ امتحانات دے رہے ہیں سب کی اعلیٰ کامیابی کے لئے احباب دُعا فرمائیں۔

نصرت جہاں ریزرو فنڈ

جن مخلصین نے "نصرت جہاں ریزرو فنڈ" کی بابرکت تحریک میں اپنے مخلصانہ وعدہ جات فرمائے تھے۔ ان میں سے بعض احباب کی طرف سے اس مد میں کوئی رقم تا حال موصول نہیں ہوئی۔ اور بعض احباب کی طرف سے اپنے وعدہ کے مقابل پر وصولی بہت ہی کم ہوئی ہے۔ اس صورت میں ایسے احباب کے لئے میعادِ مقررہ تک جو اکتوبر ۱۹۷۳ء میں ختم ہو جائے گی، اپنے وعدہ کی کل رقم ادا کرنا مشکل ہو جائے گا۔

ایسے مخلصین بھی ہیں جنہوں نے اپنے پیارے آقا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے یا تو کل رقم یکمشت ادا کر دی اور یا پھر تھوڑے عرصہ بعد میں۔

اکثر جماعتوں کے سیکرٹریانِ مال کی خدمت میں بھی وعدہ کنندگان کا حساب بھجوایا گیا تھا۔ اس لئے احباب کوشش فرماویں کہ ابھی سے ماہوار اقساط کی صورت میں ادائیگی شروع کر دی جائے تاکہ میعادِ مقررہ تک اپنے وعدہ کی کل رقم آسانی سے ادا کر سکیں۔

اپریل ۱۹۷۲ء تک کل رقم ادا کرنے والے مخلصین کی فہرست بغرضِ دُعا حضور پُر نور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی خدمتِ بابرکت میں پیش کی جائے گی۔ اس لئے احباب کوشش فرماویں کہ اسی سال میں اپنی کل رقم ادا کر دیں۔

اللہ تعالےٰ آپ کے ساتھ ہو آمین۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

درویش فنڈ کے بارہ میں ایک دوست کا قابلِ قدر جذبہ

حیدر آباد دکن کے ایک مخلص نوجوان مکرم مسعود احمد صاحب مکینک کی طرف سے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر -/۵۵۹ روپے درویش فنڈ میں موصول ہوئے ہیں۔ وہ ایک معمولی کاروبار کرتے ہیں۔ اس کے باوجود ان کے دل میں درویشوں کے لئے جو جذبہ ہے وہ قابلِ قدر ہے۔ اور وہ درویش فنڈ کی ادائیگی کے لئے جو طریق اختیار کرتے ہیں وہ بہت عمدہ اور قابلِ تقلید ہے۔

یعنی وہ روزانہ کسی گولک یا ڈبہ میں ریزگاری ڈالتے رہتے ہیں اور ایک سال کے بعد وہ ساری ریزگاری مرکز میں بھجوا دیتے ہیں۔ اس سال ان کی طرف سے جو ریزگاری آئی ہے وہ -/۵۵۹ روپیہ کی ہے۔ جزاہُ اللہُ احسن الجزاء۔

اگر تمام کاروباری دوست اسی طریق پر عمل کریں تو اِن شاء اللہ وہ بھی معقول رقوم درویش فنڈ میں ادا کر سکیں گے۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور تزکیۂ نفس کرتی ہے

تقریبِ رخصتانہ

مورخہ ۲۸ تبلیغ (فروری) کو خاکسار کی ہمشیرہ ... بنت مکرم عبد العلی صاحب لون کا نکاح مکرم ظہور احمد صاحب ابن مکرم غلام رسول صاحب نینگرو سے قرار پایا۔ مورخہ ۲۹ فروری کو تقریبِ رخصتانہ عمل میں آئی۔ خاکسار کے والد مکرم عبد العلی صاحب لون نے اس خوشی میں ... دس روپے مد نشر و اشاعت میں بطور شکرانہ ادا کئے ہیں جملہ احباب و بزرگانِ سلسلہ سے اس رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت اور مثمر ثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعاؤں کا خواستگار ہوں۔ خاکسار: عبد السلام لون سیکرٹری مال جماعت احمدیہ ... کشمیر

ہر قسم کے پُرزے

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ہر ماڈل کے ٹرکوں اور گاڑیوں کے ہر قسم کے پرزہ جات کے لئے آپ ہماری خدمات حاصل کر سکتے ہیں۔

کوالٹی اعلےٰ — نرخ واجبی

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگولین کلکتہ ۱

Auto Traders 16 Mangoe Lane Calcutta-1

تار کا پتہ { "AUTOCENTRE" } فون نمبرز:- 23—1652 23—5222